بانی

شیخ التفسیر

حضرت مولانا احمد علی رحمۃ اللہ علیہ

مدیر مسئول

مولانا عبید اللہ انور
امیر انجمن خدام الدین لاہور

مدیر اعلیٰ

مجاہد الحسینی

# احادیث الرسول صلی اللہ علیہ وسلم

وعن بریدة رضی اللہ عنه قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم حرمة نساء المجاهدین علی القاعدین کحرمة امهاتهم ما من رجل من القاعدین یخلف رجلا من المجاهدین فی اهله فیخونه فیهم الا وقف له یوم القیامة فیاخذ من حسناته ما شاء حتی یرضی، ثم التفت الینا رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم فقال ما ظنکم؟ رواہ مسلم۔

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ وہ بیان کرتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ کہ جہاد کرنے والوں کی عورتوں کی آبرو (گھر پر) رہنے والوں کے لئے ایسی ہے جیسا کہ ان کی ماؤں کی آبرو، اگر گھر پر رہنے والا کوئی آدمی کسی جہاد کرنے والے کے بال بچوں کا اس کے پس پشت نگران ہو، اور پھر خیانت کرے تو قیامت کے روز جہاد کرنے والا کھڑے ہوکر اس کے جو عمل لینے چاہے لے لے گا۔ یہاں تک کہ وہ راضی ہو جائے پھر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہماری طرف متوجہ ہوئے۔ اور فرمایا کہ اب تمہارا کیا خیال ہے (خود سمجھ لو کہ وہ کیا کیا نیکیاں نہ لے گا۔ (مسلم)

عن ابن عباس رضی اللہ عنهما قال: لعن رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم المخنثین من الرجال والمترجلات من النساء وفی روایة لعن رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم المتشبهین من الرجال بالنساء والمتشبهات من النساء بالرجال رواہ البخاری

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔ بیان کرتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زنانہ مردوں اور مرد نما عورتوں پر لعنت فرمائی ہے اور ایک روایت کے یہ الفاظ ہیں۔ کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے لعنت فرمائی ہے ان مردوں پر جو عورتوں کے ہم صورت بنتے ہیں اور ان عورتوں پر (لعنت فرمائی) جو مردوں کی ہم شکل بنتی ہیں (اس حدیث کو امام بخاری نے روایت کیا ہے)۔

وعن ابی هریرة رضی اللہ عنه قال: لعن رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم الرجل یلبس لبسة المرأة، والمرأة تلبس لبسة الرجل، رواہ ابوداؤد باسناد صحیح

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے بیان کرتے ہیں۔ کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اس آدمی پر جو عورتوں کا سا لباس پہنے اور اس عورت پر جو مردوں کا سا لباس پہنے لعنت فرمائی ہے، ابوداؤد نے اسناد صحیح کے ساتھ اس کو ذکر کیا ہے۔

وعنه قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم صنفان من اهل النار لم ارهما، قوم معهم سیاط کاذناب البقر یضربون بها الناس، ونساء کاسیات عاریات ممیلات مائلات، رؤوسهن کاسنمة البخت المائلة لا یدخلن الجنة ولا یجدن ریحها، وان ریحها لیوجد من مسیرة کذا وکذا" رواہ مسلم

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔ کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے، کہ دوزخیوں کی دو قسمیں ایسی ہیں۔ جن کو میں نے نہیں دیکھا ہے۔ (۱) وہ لوگ جن کے ہاتھوں میں گائے کی دم کی طرح کوڑے ہوں گے جن سے لوگوں کو ماریں گے (۲) وہ عورتیں جو لباس تو پہنے ہوں گی مگر برہنہ ہوں گی۔ ناز سے شانوں کو گھما کر لچک دار چال سے چلیں گی ان کے سر بختی اونٹوں کے لچکدار کوہان کی طرح ہوں گے ایسی عورتیں نہ تو جنت میں داخل ہوں گی اور نہ ہی جنت کی خوشبو اتنے اتنے فاصلہ سے آئے گی (مسلم)

معنی "کاسیات"، ای من نعمة اللہ "عاریات"، من شکرها وقیل معناہ تستر بعض بدنها وتکشف بعضه اظهارا لجمالها ونحوہ۔ وقیل: تلبس ثوبا رقیقا یصف لون بدنها۔ ومعنی مائلات، قیل عن طاعة اللہ وما یلزمهن حفظه "ممیلات" ای یعلمن غیرهن المذموم۔ وقیل مائلات یمشین متبخترات ممیلات لاکتافهن۔ وقیل: مائلات یمتشطن المشطة المیلاء: وهی مشطة البغایا۔ "وممیلات": یمشطن غیرهن تلک المشطة۔ "رؤوسهن کاسنمة البخت": ای یکبرنها ویعظمنها بلف عمامة او عصابة او نحوها

امام نووی الفاظ حدیث کی شرح فرماتے ہیں۔

کاسیات اللہ تعالیٰ کی نعمت کی لباس سے آراستہ ہوں گی "عاریات" اس کے شکر سے ننگی ہوں گی اور اس کے معنی یہ بھی نقل کئے گئے ہیں کہ بعض بدن کو ڈھانکے ہوئے ہوں گی اور بعض کو کھولے ہوئے، جمال و زینت کو ظاہر کرنے کے لئے اور یہ معنی بھی بیان کئے گئے ہیں کہ باریک کپڑا پہنے ہوئے ہوں گی جس سے بدن کی رنگت کا علم ہوگا اور مائلات کے معنی اللہ کی اطاعت اور اس کی حفاظت کے لزوم سے اعراض کرنے والی ہوں گی ممیلات دوسروں کو اپنے افعال ذمیمہ کا علم کرانے والی ہوں گی اور کہا گیا ہے کہ مائلات کے معنی ناز اور تکبر کے ساتھ چلنے والی ہوں گی۔ کہ اپنے شانوں کو حرکت دے رہی ہوں گی۔ اور یہ بھی بیان کیا گیا ہے۔ کہ تکبر کے ساتھ چلنے والی ہوں گی۔ کہ بالوں کو دلکش طریقہ سے بنائے ہوئے ہوں گی۔ اور یہ طریقہ زانی عورتوں کا ہے۔ اور "ممیلات" اس طریقہ کے ساتھ دوسروں کو بھی اس میں ملائے ہوئے ہوں گی۔ رؤسهن کاسنمة البخت یعنی اپنے سروں کو متکبر رہی ہوں گے۔ اور دوپٹہ، رومال وغیرہ لپیٹ کر ان کو بڑا کئے ہوئے ہوں گے وغیرہ ذلک

عن جابر رضی اللہ عنه قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم لا تاکلوا بالشمال فان الشیطان یاکل بالشمال رواہ مسلم۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ بائیں ہاتھ سے مت کھاؤ اس لئے کہ شیطان بائیں ہاتھ سے کھاتا ہے (اس حدیث کو امام مسلم نے روایت کیا ہے)۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خدام الدین لاہور

۱۴ر شعبان ۱۳۹۰ء
۱۶ر اکتوبر ۱۹۷۰ء

جلد ۱۶
شمارہ ۲۲

فون نمبر ٦٦٥٤٥

## مندرجات





# جمال عبدالناصر کے بعد

عالم اسلام اور دنیائے عرب جس حادثۂ فاجعہ سے جمال عبدالناصر کی ناگہانی موت کے سبب دوچار ہوا ۔ اس حادثۂ کی جانکاہی اور سنگینی کا اندازہ ان خبروں سے لگایا جا سکتا ہے جو مرحوم و مغفور کی وفات سے لے کر آج تک اخبارات میں مسلسل شائع ہو رہی ہیں —— یوں محسوس ہو رہا ہے جیسے ملتِ اسلامیہ کا ہر فرد ذہنی اذیّت و کرب کے گرداب بلا میں پھنس کر رہ گیا ہے اور گویا چاروں طرف مایوسیوں کے گھٹا ٹوپ اندھیارے دل و دماغ پر محیط ہو چکے ہیں ۔ فکر و نظر کے چراغ گل ہیں جہدِ عمل کے ولولے سرد پڑ چکے ہیں ، ہمتِ مردانہ اور جرأتِ رندانہ کے ہنگامے دم توڑ چکے ہیں ۔

لیکن ظلمتوں ، مایوسیوں اور نا امیدیوں کے اس پُر آشوب دَور میں تاریکیوں اور نامرادی کی وحشتوں کا سینہ چیرتی ہوئی روشنی کی ایک کرن نمودار ہوئی ہے اور وہ ہے جمال عبدالناصر کے جانشین انور سادات کی بھاری بھر کم شخصیت جسے یہ فخر و اعزاز حاصل ہے کہ وہ اس آخری دَور میں جمال عبدالناصر کا سب سے زیادہ معتمد ساتھی اور ان کی بارگاہ جلالت مآب کا مقرب ترین فرد تھا ۔ جمال عبدالناصر تو ایک فرد فرید اور منتخب روزگار ہستی تھے ان کا نعم البدل تو کجا بدل ملنا بھی محال ہے تاہم یہ بات بڑے وثوق اور اعتماد سے کہی جا سکتی ہے کہ انورالسادات کی شکل میں مصر کو ایک ایسی قیادت میسّر آ گئی ہے جو جمال عبدالناصر کی قومی اور بین الاقوامی پالیسیوں کا خوش سلیقگی سے تتبع کر سکتی ہے ۔

عرب کو موجودہ دَور میں ایک معتدل فعّال اور غیر جانب دار شخصیت کی ضرورت تھی اور وہ اسے خوش قسمتی سے میسّر آ گئی ہے اس سے ان غلط عناصر کے جھوٹے پروپیگنڈے کی بھی قلعی کھل جاتی ہے کہ صدر ناصر ایک ایسے آمر تھے جنہوں نے اپنی موجودگی میں کسی متبادل قیادت کو ابھرنے نہیں دیا ۔ بحمداللہ وہ اپنے بعد قائدین کا ایک ایسا جتھا تیار کر گئے ہیں جو ان کے نقش پا کی اتباع کو اپنا سرمایۂ فخر و ناز سمجھ کر عرب قوم کی پریشانیوں کا ازالہ کرنے کی جرأت و ہمّت رکھتے ہیں اور غیر جانبداری کی وہ پالیسی جسے بنڈونگ کانفرنس میں شرکت کے بعد صدر ناصر نے اپنایا تھا ہر قیمت پر برقرار رکھیں گے ۔

عرب کے رہنما خواہ وہ کسی ملک سے تعلق رکھتے ہوں یا کسی مکتبِ فکر سے منسلک ہوں انہیں یہ بات بہرحال فراموش نہیں کرنی چاہیئے کہ امریکی استعمار ان کا سب سے بڑا دشمن ہے اور اس دشمن کو نیچا دکھانے اور اس کے ناپاک عزائم کو خاک میں ملانے کے لئے انہیں استعمار دشمنی کو اپنی سیاست کی اساس بنانا چاہیئے ۔

یہی وہ سبق تھا جو جمال عبدالناصر (نوّر اللہ مرقدہٗ) نے اپنی اٹھارہ سالہ پُرشکوہ زندگی میں ملّتِ عربیہ کو دیا اور اسی میں اس کی نجات کا راز مضمر ہے ۔

## اشاعتِ اسلام کے لیے قادیانی کا تقرر؟

کراچی ٹیلی ویژن کے ایک خالص دینی پروگرام "بصیرت" کے پروڈیوسر کے نئے عہدہ پر ایک قادیانی عبیداللہ علیم کے تقرر کی خبر سن کر پاکستان کے ہر غیور اور حسّاس و دردمند مسلمان کو رنج ہوا ہے مختلف مکاتیب فکر کے نامور علماء نے اس تقرری کے خلاف احتجاج کیا ہے اور اسے مسلمان قوم کے ساتھ شرمناک مذاق سے تعبیر کیا ہے ۔

سوال یہ نہیں ہے کہ عبیداللہ علیم کو اس عہدہ کے لئے کیوں منتخب کیا گیا مسئلہ یہ ہے کہ اس ملک میں غلام احمد قادیانی کی امت کے کسی فرد کو یہ حق کیوں کر دیا جا سکتا ہے کہ وہ ملک کی غالب اکثریت کے عقائد و نظریات کے علی الرغم ،

(باقی صفحہ ٦ پر)

# شب برات

## اور

# اس کے متعلق شریعت اسلامیہ کے چند ضروری احکام

شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ

حضرت مولانا رحمۃ اللہ علیہ نے شب برات اور اس کے احکام کے متعلق عرصہ ہوا ایک رسالہ شائع فرمایا تھا یہ مضمون اسی سے اخذ کر کے شائع کیا جا رہا ہے۔ (ادارہ)

شب برات کے متعلق قرآن مجید میں فقط ایک آیت ہے۔ بعض حضرات مفسرین کی رائے ہے کہ یہاں شب برات کا ذکر ہے۔ اور وہ آیت سورۂ دخان پارہ ۲۵ کی ہے — انا انزلنٰہ فی لیلۃ مبارکۃ انا کنا منذرین۔ یعنی تحقیق ہم نے اس (قرآن مجید) کو مبارک رات میں نازل کیا ہے۔ بے شک ہم انسانوں کو ان کی غلط کاریوں سے ڈرانے والے تھے — اس آیت کی تفسیر میں مختلف تفاسیر (مثلاً السراج المنیر، معالم التنزیل، البیضاوی، الجلالین) میں مفسرین کے دو قول منقول ہیں۔ بعض حضرات کی رائے ہے کہ اس رات سے مراد لیلۃ القدر ہے (جو رمضان میں آتی ہے) اور بعض کی رائے ہے کہ شب براۃ ہے۔

## صحیح فیصلہ

رئیس المفسرین حامل اسوۃ المحدثین الحافظ عماد الدین ابو الفداء اسمٰعیل بن عمر بن کثیر القرشی الدمشقی اسی آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں و من قال انہا لیلۃ النصف من شعبان کما روی عن عکرمۃ فقد ابعد النجعۃ فان نص القرآن انہا فی رمضان۔

ترجمہ: اور جو شخص یہ کہے کہ یہ رات شعبان کی پندرھویں ہے۔ جیسا کہ عکرمہ سے روایت کی گئی ہے۔ پس تحقیق اس شخص نے راہِ حق سے اپنی نگاہ کو دُور جا پھینکا۔ کیونکہ تحقیق قرآن پاک کی نص تو یہ بتلاتی ہے کہ (جس رات کا ذکر اس آیت میں ہے) وہ رمضان شریف میں ہے۔ ابن کثیر نے اپنے قول کی تصحیح کے لئے مندرجہ ذیل دو آیتوں سے استشہاد کیا ہے۔

شھر رمضان الذی انزل فیہ القرآن،
اور انا انزلنٰہ فی لیلۃ القدر

اس کے بعد عمدۃ المحدثین اسوۃ الصالحین الامام النووی کا ارشاد ملاحظہ ہو۔

صحیح مسلم کی شرح باب صوم التطوع میں فرماتے ہیں۔ لیلۂ مبارکہ سے پندرھویں شب شعبان کا مراد لینا غلطی ہے۔ صحیح یہ بات ہے اور علمائے کرام اسی کے قائل ہیں کہ لیلۂ مبارکہ سے مراد لیلۃ القدر ہے۔

بہر حال تحقیق یہی ہے کہ شب براۃ کا ذکر خیر قرآن شریف میں نہیں ہے۔ البتہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات میں تفصیل سے موجود ہے۔

## رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات عالیہ

۱۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کی گئی ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب شعبان کی پندرھویں رات ہو۔ پس اس رات کو قیام کرو (یعنی نماز پڑھو) اور دن کو روزہ رکھو کیونکہ اس رات میں اللہ تعالےٰ کی تجلی آفتاب کے غروب ہونے کے وقت سے ہی آسمانِ دنیا پر ظاہر ہوتی ہے۔ پس فرماتا ہے خبردار کوئی بخشش مانگنے والا ہے کہ اسے بخش دوں۔ خبردار کوئی رزق لینے والا ہے کہ اسے رزق دوں، خبردار کوئی مصیبت زدہ ہے اسے چھڑا دوں، خبردار کوئی فلاں فلاں حاجت والا ہے طلوع صبح صادق تک اللہ تعالےٰ یہی آواز دیتا رہتا ہے۔ (ابن ماجہ)

۲۔ ابو موسیٰ اشعری رضؓ سے روایت ہے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا۔ تحقیق اللہ تعالیٰ البتہ شعبان کی پندرھویں رات کو طلوع فرماتا ہے پس سوائے مشرک اور کینہ ور کے اپنی ساری مخلوق کو بخشتا ہے۔ (ابن ماجہ)

۳۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی گئی ہے انہوں نے فرمایا کہ میں نے ایک رات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ پایا پھر ناگہاں وہ بقیع (قبرستان مدینہ منورہ) میں پائے گئے۔ تب آپؐ نے فرمایا۔ اے عائشہ! کیا تمہیں اس بات کا ڈر تھا کہ اللہ تعالےٰ اور اس کا رسولؐ تم پر ظلم کریں گے۔ میں نے کہا۔ یارسول اللہ! (صلی اللہ علیہ وسلم) میں نے خیال کیا تھا کہ شاید آپؐ ازواج مطہراتؓ میں سے کسی کے پاس تشریف لے گئے ہوں، تب آپؐ نے فرمایا۔ تحقیق اللہ تعالےٰ شعبان کی پندرھویں رات کو آسمانِ دنیا پر نزول فرماتا ہے۔ پس قبیلہ کلب کی بکریوں کی گنتی سے بھی زیادہ کو بخشتا ہے۔ اس روایت کو ترمذی نے روایت کیا ہے اور رزین نے یہ لفظ زیادہ کیا ہے یعنی جو لوگ کہ دوزخ کے مستحق ہو چکے ہیں (ترمذی)

۴۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتی ہیں۔ آپ نے فرمایا تمہیں معلوم ہے کہ اس رات (یعنی پندرھویں شعبان کی) میں کیا ہے حضرت عائشہ رضؓ نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس رات میں کیا ہے؟ آپؐ نے فرمایا جو بچہ اس سال میں پیدا ہونا ہوتا ہے وہ اس رات میں لکھا جاتا ہے اور اس سال میں جو بنی آدم ہلاک ہونیوالا ہوتا ہے اس کا نام لکھا جاتا ہے اور اس رات میں ان کے اعمال اٹھائے جاتے ہیں اور اسی رات میں ان کے رزق نازل ہوتے ہیں تب عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا نے فرمایا کوئی بھی ایسا نہیں جو اللہ تعالےٰ کی رحمت کے بغیر جنت میں داخل ہو، پھر آپؐ نے فرمایا کوئی بھی ایسا نہیں جو اللہ تعالےٰ کی رحمت کے بغیر جنت میں جا سکے۔ تین دفعہ آپ نے یہ کلمہ فرمایا۔ میں نے کہا آپؐ بھی اللہ تعالیٰ کی رحمت کے بغیر جنت میں نہ جا سکیں گے۔ پھر

آپؐ نے اپنا ہاتھ سر پر رکھ کر فرمایا اور میں بھی نہیں جا سکوں گا مگر اس صورت میں کہ اللہ تعالیٰ مجھے اپنی رحمت سے ڈھانپ لے۔ آپؐ نے یہ کلمہ تین دفعہ فرمایا۔ (دعوات الکبیر)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاداتِ مبارکہ آپ دیکھ چکے ہیں اگرچہ ان احادیث میں بھی مختلف مدارج ہیں لیکن بہرحال جو کچھ بھی بعد از سعی ملا آپ کے سامنے ہے۔ ان احادیث میں جب ہم غور کرتے ہیں تو مندرجہ ذیل باتیں معلوم ہوتی ہیں۔ اب ہر حدیث سے جو احکام مستنبط ہوتے ہیں ان کو ترتیب وار ذیل میں درج کیا جاتا ہے۔

**پہلی حدیث کا مطلب** ۱۔ شب برات کی رات کو عبادت کرو۔

۲۔ شب برات کے بعد دن کو روزہ رکھو۔

۳۔ اس رات کو سورج غروب ہونے سے لے کر صبح صادق تک اللہ تعالیٰ کی تجلی (نور کا پرتو) آسمان دنیا پر نازل ہوتی ہے۔

۴۔ اس رات کو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کوئی مجھ سے بخشش مانگنے والا ہے کہ اسے بخشش دوں۔

۵۔ کوئی مجھ سے رزق مانگنے والا ہے کہ اسے رزق دوں۔

۶۔ کوئی شخص کسی مصیبت میں پھنسا ہوا ہے کہ میں اسے نجات دے دوں۔

۷۔ علیٰ ہذا القیاس، اسی طرح مختلف حاجات انسانی کا نام لے کر پکارتا ہے کہ کوئی مجھ سے مانگے تو میں اس کی وہ حاجت پوری کر دوں۔

**دوسری حدیث کا مطلب** ۸۔ شب براءۃ میں اللہ تعالیٰ اپنی ساری مخلوق کو بخش دیتا ہے۔

۹۔ مگر مشرک (جو کہ اللہ تعالیٰ کے حقوق بندگی دوسرے کو دیتا ہے) کو نہیں بخشتا۔ ۱۰۔ مگر کینہ ور کو نہیں بخشتا۔

**تیسری حدیث کا مطلب** ۱۱۔ شب براءۃ کو معلوم ہوتا ہے کہ کسی درمیانی شب میں) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ کے قبرستان بقیع میں تشریف لے گئے۔

۱۲۔ اس رات کو اللہ تعالیٰ قبیلہ کلب کی بکریوں کے بالوں سے بھی زیادہ اپنے بندوں کی مغفرت فرماتا ہے۔

**چوتھی حدیث کا مطلب** ۱۳۔ اس رات میں آئندہ سال کے پیدا ہونے والوں کی فہرست لکھی جاتی ہے۔

۱۴۔ اس رات میں آئندہ سال کے مرنے والوں کی فہرست لکھی جاتی ہے۔

۱۵۔ اس رات میں انسانوں کے رزق کا اندازہ نازل کیا جاتا ہے (یعنی جو ملائکہ عظام اس کام پر متوکل ہیں ان کے سپرد کیا جاتا ہے)

۱۷۔ کوئی فرد بشر اللہ تعالیٰ کی رحمت کے بغیر جنت میں داخل نہیں ہو سکے گا۔

**خلاصۂ احکام** مسلمان کو چاہیے کہ شرک اور کینہ (اخلاق ردیہ) وغیرہ سے توبہ کرے، رات کو اللہ تعالیٰ کی عبادت کرے، خدا سے اپنے اور مُردوں کے لئے بخشش مانگے۔ علاوہ اس کے اپنی ہر حاجت کا اسی سے سوال کرے اور دن کو روزہ رکھے۔

عزیز بھائیو! یہ وہ کام ہے جو مسلمانوں کو شب براۃ اور دن کو کرنا چاہیے۔

## فقہاءِ احناف رحمہم اللہ تعالیٰ کے فیصلے

صاحب درمختار فرماتے ہیں۔ ومن المندوبات رکعتا السفر والقدوم منه وصلوٰة الليل واقلها ما فی الجوهرة ثمان ولو جعله اثلاثا فالاوسط افضل ولو انصافاً فالاخير افضل واحياء ليلة العيدين والنصف من شعبان۔

ترجمہ: اور مستحب نمازوں میں سے یہ ہیں سفر پر جانے کے وقت دو رکعت پڑھے اور سفر سے واپس آنے کے وقت دو رکعت پڑھے۔ اور رات کو (یعنی تہجد) نماز پڑھے۔ جوہرہ نیرہ کے بیان کے مطابق کم سے کم آٹھ رکعت پڑھے۔ اگر رات کو تین حصوں میں تقسیم کرے تو درمیانی حصہ میں تہجد پڑھنا افضل ہے اور اگر رات کے دو حصے کرے تو پھر آخر حصہ میں پڑھنا افضل ہے۔ عیدالفطر اور عیدالاضحیٰ کی رات اور شعبان کی پندرھویں رات یعنی شب براءۃ کو عبادت کرنا بھی مستحب ہے۔

شیخ ابراہیم حلبی منیۃ المصلی کی شرح غنیۃ المستملی میں فرماتے ہیں کہ صلوٰۃ الرغائب جو رجب کے پہلے جمعہ کی شب کو پڑھی جاتی ہے اور پندرھویں شعبان کی رات اور رمضان کی ستائیسویں رات لیلۃ القدر کی جو نماز جماعت سے ادا کی جاتی ہے ان راتوں میں جماعت سے نماز پڑھنا مکروہ بدعت ہے۔ الخ

خدا کے بندو! فقہائے عظام کا اتباع سنت دیکھو اور عبرت حاصل کرو کہ مطلق نماز جس کا ذکر خیر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات میں آ چکا ہے اگر کوئی اپنی طرف سے اس سے ذرہ بھی زیادہ کرتا ہے تو اسے بدعت کہہ کر روک دیتے ہیں۔ خواہ وہ چیز دراصل عبادت ہی کیوں نہ ہو مثلاً حدیث شریف میں مطلق نماز پڑھنے کا ذکر آیا ہے جس میں جماعت کا کوئی ذکر نہیں تو اب جو شخص جماعت کی زیادتی کرتا ہے اس کو برداشت نہیں کرتے۔

شیخ ابراہیم حلبی آگے چل کر فرماتے ہیں:

"پس اگر کوئی شخص اس قسم کی نمازوں کو چھوڑ دے تاکہ لوگ یہ سمجھ جائیں کہ یہ نمازیں شعائر اسلام میں سے نہیں ہیں تو اس نے اچھا کیا۔"

بہرحال خدا تعالیٰ کے لئے سوچو اور اپنے بزرگوں کے نام کو بدنام نہ کرو۔ وہ حضرات تو اس قدر شرع کے پابند ہیں کہ وہ تو شب براءۃ کی رات میں کسی عبادت کو لازمی اور رسم بنانا بھی جائز نہیں سمجھتے اور تم اس مبارک رات میں بے تحاشا چراغاں کرتے ہو اور اس اسراف کو دین کی رسم سمجھتے ہو۔ علاوہ اس کے اس رات کی عزت افزائی میں آتشبازی چلاتے ہو، یہ چیز اللہ تعالیٰ کی مرضی کے خلاف ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کے مخالف ہے، آئمہ دین اس قسم کی حرکتوں سے ناراض ہیں۔ خدائے تعالیٰ کے بندو! خدا سے ڈرو اور باز آ جاؤ۔

**ایک رسم بد کی اصلاح** شب برات سے پہلے دن کو حلوا بنایا جاتا ہے اور شب کو چراغاں کیا جاتا ہے

قرآن مجید سے پتہ چلتا ہے کہ پہلے لوگوں میں ایک مرض پیدا ہوا کرتا تھا وہ یہ کہ دین کے کاموں کو کھیل اور تماشے کی صورت دے دیتے تھے چنانچہ سورہ انعام رکوع ۸ میں ہے :-

وَذَرِ الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا دِيْنَهُمْ لَعِبًا وَّ لَهْوًا وَّ غَرَّتْهُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا وَ ذَكِّرْ بِهٖٓ اَنْ تُبْسَلَ نَفْسٌۢ بِمَا كَسَبَتْ ۖ لَيْسَ لَهَا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلِيٌّ وَّ لَا شَفِيْعٌ ۚ وَ اِنْ تَعْدِلْ كُلَّ عَدْلٍ لَّا يُؤْخَذْ مِنْهَا ؕ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ اُبْسِلُوْا بِمَا كَسَبُوْا ۚ لَهُمْ شَرَابٌ مِّنْ حَمِيْمٍ وَّ عَذَابٌ اَلِيْمٌۢ بِمَا كَانُوْا يَكْفُرُوْنَ ۝

ترجمہ : اور انہیں چھوڑ دو جنہوں نے اپنے دین کو کھیل اور تماشا بنا رکھا ہے اور دنیا کی زندگی نے انہیں دھوکا دیا ہے اور انہیں قرآن سے نصیحت کر تاکہ کوئی اپنے کئے میں گرفتار نہ ہو جائے کہ اس کے لئے اللہ کے سوا کوئی دوست اور سفارش کرنے والا نہ ہوگا اور اگر دنیا بھر کا معاوضہ بھی دے گا تب بھی اس سے نہ لیا جائے گا یہی وہ لوگ ہیں جو اپنے کئے میں گرفتار ہوئے ان کے پینے کے لئے گرم پانی ہوگا اور ان کے کفر کے بدلہ میں دردناک عذاب ہوگا۔

## چراغاں اور آتشبازی کے متعلق پہلی وعید

جو بے دین کہ دین کے کاموں کو کھیل اور تماشا بنا دیں اللہ تعالٰے نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسے بے دینوں سے قطع تعلق کرنے کا حکم دیا ہے — خدا کے بندو! شب برات کے متعلق اسلامی احکام تو پہلے پڑھ چکے ہو جن میں نہ چراغاں ہے نہ آتش بازی ہے۔ یہ دونوں چیزیں بے دین مسلمانوں نے دین کی رسموں کے قائم مقام بنا رکھی ہیں۔ خدائے تعالیٰ سے ڈرو، اور ان لغویات کو چھوڑ دو ورنہ یاد رکھو کہ بس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا تم سے قطع تعلق ہو جائے گا۔ جب اللہ تعالٰے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قطع تعلق کر لیا تو پھر سوچو کہ جو اسلام اور ایمان کا نام لیتے ہو اس کی کیا قیمت باقی رہے گی اور پھر نجات کس کے دروازے سے تلاش کروگے اور کس کی شفاعت کی امید ہو سکتی ہے اور کس کی جنت میں ٹھکانا ملے گا

بھائیو! خدائے تعالٰے سے دعا ہے کہ اللہ تعالٰے مجھے اور آپ کو اپنی رضا کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

## دوسری وعید

اللہ تعالٰے قرآن مجید میں فرماتے ہیں:

وَلَا تُبَذِّرْ تَبْذِيْرًا ۝ اِنَّ الْمُبَذِّرِيْنَ كَانُوْٓا اِخْوَانَ الشَّيٰطِيْنِ ؕ وَكَانَ الشَّيْطٰنُ لِرَبِّهٖ كَفُوْرًا ۝

(بنی اسرائیل رکوع ۳)

ترجمہ: اور بے جا خرچ نہ کرو — بے شک بے جا خرچ کرنے والے شیطانوں کے بھائی ہیں اور شیطان اپنے رب کا ناشکر گذار ہے۔

میرے عزیز بھائیو! خدائے تعالٰے کا خوف کرو اور غور کرو کہ اس آیت میں کیا ارشاد ہو رہا ہے۔ بے جا خرچ کرنے والے یعنی اسراف کرنے والے شیطان کے بھائی اور خدائے تعالیٰ کے دشمن ہیں۔

## اسراف کے معنی

اسراف لغت میں بے اندازہ اور لاف گزاف کے طور پر خرچ کرنے کو کہتے ہیں۔ یعنی جس خرچ میں نہ آخرت کی بہتری مقصود ہو اور نہ کسی ضرورت انسانی مثلاً (کھانا، پینا، پہننا) میں صرف ہو۔ یہ نقص شب برات کے چراغاں اور آتش بازی میں پورے طور پر موجود ہے۔

خدا کے بندو! اللہ تعالیٰ قرآن مجید سورۃ تکاثر پارہ عم میں فرماتے ہیں۔

ثُمَّ لَتُسْـَٔلُنَّ يَوْمَئِذٍ عَنِ النَّعِيْمِ۔

یعنی پھر اس دن تم سے اے لوگو! نعمتوں کے متعلق پوچھا جائے گا کہ اللہ تعالٰے کی دی ہوئی نعمتیں روپیہ وغیرہ کہاں صرف کیا تھا؟ بتاؤ اس دن کیا جواب دوگے؟

●

## بقیہ : شذرہ

نشر و اشاعت کے جدید ترین ذرائع پر قابض ہو کر ایک خالص دینی پروگرام کا انچارج بن جائے۔

کیا ایسے شخص کو جسے ملک کا قانون کافر قرار دے چکا ہے اور جس کے ارتداد کا فیصلہ عدالت صادر کر چکی ہے ریڈیو یا ٹیلی ویژن پر درس قرآن و حدیث کے لئے قانوناً اور اخلاقاً اور سیاستہً مقرر کیا جا سکتا ہے؟

کیا مسقط کے کسی خارجی کو عشرۂ محرم کی مجالس کا نگران یا ذاکر لگایا جا سکتا ہے؟

کیا موجودہ حکومت کو قادیانیوں کے بارے میں مسلمانانِ پاکستان کے احساسات و جذبات کا علم نہیں ہے؟

کیا موجودہ ارباب اقتدار یہ چاہتے ہیں کہ مسلمانوں میں ایک قادیانی کے تقرر سے اشتعال پیدا ہو اور حکومت کے خلاف نفرت و حقارت کا طوفان برپا ہو جائے۔

ایک خالص دینی پروگرام کا پروڈیوسر ایک قادیانی کو بنا دینا کیا جمہوری اقدار کے منافی نہیں؟

اور کیا ایسی حکومت سے جمہوریت کی بحالی کی توقع کی جا سکتی ہے جو جمہور کی رضا و منشا کے خلاف ایسے اقدامات کرے نہ صرف برصغیر کے مسلمان بلکہ پوری دنیائے اسلام غلام احمد قادیانی اور اس کے متبعین کے کفر و ارتداد پر بارہا اتفاق رائے کا اظہار کر چکی ہے۔ ایسی صورت میں ایک خالص دینی پروگرام کے لئے کسی قادیانی کو مامور کرنا مسلمانان عالم کے جذبات سے کھیلنے کے مترادف ہے۔

بنا بریں ہم حکومت پاکستان بالخصوص اسلام پسند وزیر اطلاعات سے پرزور مطالبہ کرتے ہیں کہ اس شخص کو فوری طور پر اس پروگرام سے علٰحدہ کیا جائے اور کسی مسلمان اہلِ علم و قلم کا اس کی جگہ تقرر کیا جائے۔

یہ کیا ستم ظریفی ہے کہ محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی امّت کو بصیرت کا درس دینے کے لئے ایک ایسے شخص کی خدمات حاصل کی جائیں جس کے پورے طائفہ کی بے بصیرتی پر امت محمدیہ کا اجماع و اتفاق ہو چکا ہے۔

امید ہے حکومت اس مسئلہ کا فوری نوٹس لے گی اور اس معاملہ میں روائتی تساہل سے کام نہیں لے گی۔

## مجلس ذکر

# اسلام غالب رہنے کے لئے آیا ہے

از: حضرت مولانا عبید اللہ انور دامت برکاتہم ——— مرتبہ: محمد عثمان غنی بی اے

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی: اَمَّا بَعْدُ:
فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ۔ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔

بزرگانِ محترم و معزز حاضرین!

اسلام ایک ایسا مذہب نہیں ہے جو مغلوب ہو کر رہے، بلکہ اسلام غالب ہو کر رہنا چاہتا ہے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کے جاں نثار صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے اسلام کی بالادستی کے لئے بے شمار قربانیاں دیں۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عہدِ حکومت میں پرچم اسلام ایک وسیع خطۂ ارضی پر لہرا رہا تھا۔ مرورِ ایام کے ساتھ اسلامیانِ عالم پر طرح طرح کے ابتلاؤں کے زمانے آتے رہے مگر آپ دیکھیں گے کہ اسلام کے سچے پرستاروں نے ہمیشہ وقت آنے پر اپنا سب کچھ نثار کر کے اسلام کی بالادستی کا لوہا منوایا۔ اگر اسلام صرف مسجدوں اور خانقاہوں تک ہی محدود کر دیا جائے تو پھر اسلام کی بالادستی کہاں ہو سکتی ہے۔ جہاں ہمیں عبادات بدنی کی تلقین کی گئی ہے وہاں اسلام کی عظمت منوانے کے لئے جہاد کی بھی تعلیم دی گئی ہے یہی وہ روح ہے جو انگریز بدبخت اور اس کے چیلے چانٹے مسلمانوں کے اندر سے ختم کرنا چاہتے تھے بلکہ اب تک کوشاں ہیں۔

امام ولی اللہ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی تعلیمات کا آپ اگر بغور مطالعہ فرمائیں گے تو وہ قرآن حکیم کی انقلابی تفسیر فرماتے ہیں اور ان کی دُور رس نگاہ یہی بتاتی ہے کہ اسلام کی عظمت کے لئے ہمیشہ انقلابی تحریک جاری رہنی چاہیئے۔ چنانچہ آپ کو علم ہی ہے کہ تقسیم ملک کے بعد حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے جہاں لکھوکھہا ارادت مندوں کو اللہ اللہ کرنا سکھایا وہاں آپؒ نے ملکی پیمانے پر بھی ایک منظم جماعت تیار کی جن کی شیفتگی کے سب قائل ہیں۔

حضرتؒ نے علماء اسلام کا ایک ایسا گروہ تیار کیا جو اسلام کی عظمت منوانے، اس ارض پاک پر اسلام کا قانون جاری کرانے اور اور اسلامیان پاکستان کو بنیادی حقوق دلانے کے لئے ہر قسم کی قربانی دینے کے لئے تیار ہے — چنانچہ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے مشن کو جاری رکھنے کے لئے علماء اسلام نے گذشتہ سالوں سے زیادہ محنت اور زور کے ساتھ اس مرتبہ قومی اور صوبائی انتخابات میں شریک ہونے کا فیصلہ کیا ہے۔ اور بے سرو سامانی کے باوجود کروڑپتی امیدواروں کے بالمقابل اللہ کے سہارے کھڑے ہونے کا عزم کر لیا ہے۔ اب فیصلہ عوام کے ہاتھ ہے کہ وہ پھر پرانے سیاستدانوں کے جال میں پھنسنا چاہتے ہیں یا اپنے محسن علماء کرام کو آگے لانے کے خواہشمند ہیں۔

میرا یہ یقین ہے کہ اسلام اسلام کی رٹ لگا کر عام طور پر ہر لیڈر عوام کے ووٹ ہتھیانے کے درپے ہے اور اگر اسلام کے صحیح دردمند ہیں تو وہ علماء اسلام ہیں۔ جن کا اوڑھنا بچھونا ہی اسلام ہے جب سے آنکھیں کھولیں اسلام ہی پر عمل پیرا رہے اور اب تک اسلام کی خاطر ہر قربانی کے لئے تیار ہیں۔

حضرات! یاد رکھیں جمعیۃ علماءِ اسلام اس ملک میں ہر شخص کو دینی اور دنیاوی طور پر مطمئن دیکھنے کی خواہاں ہے۔ یہاں پر اسلام کی بالادستی ہو تو ہر طبقہ کو اطمینان حاصل ہو جائیگا عام طور پر تصوّف فلسفۂ اخلاق سے شروع کیا جاتا ہے۔ اقتصادی ضروریات حیوانی زندگی کے لئے بے شک ضروری مانی جاتی ہیں لیکن انسانیت سے براہِ راست ان کا تعلق نہیں مانا جاتا — اس نے ہماری سیاست کو کھوکھلا کر دیا ہے۔ ہمارے بڑے عقلمند اور زیادہ با اخلاق صوفیاء سب کے سب اجتماعی سیاست سے دُور رہنا اپنا کمال سمجھتے ہیں اور یہ کتب تصوّف کی سب سے بڑی کوتاہی ہے مگر امام ولی اللہ دہلویؒ اس اصول کو حجۃ اللہ البالغہ میں متعدد مواقع پر نہایت وضاحت سے سمجھاتے ہیں۔ آپؒ کا ارشاد گرامی ہے کہ اگر کسی قوم میں تمدن کی مسلسل ترقی جاری رہے تو اس کی صنعت و حرفت اعلیٰ کمال پر پہنچ جاتی ہے — اس کے بعد اگر حکمران جماعت آرام و آسائش اور زینت و تفاخر کی زندگی کو اپنا شعار بنا لے تو اس کا بوجھ قوم کے کاریگر طبقات پر اتنا بڑھ جائے گا کہ سوسائٹی کا اکثر حصہ حیوانوں جیسی زندگی بسر کرنے پر مجبور ہوگا۔ انسانیت کے اجتماعی اخلاق اس وقت برباد ہو جاتے ہیں جب کسی جبر سے ان کو اقتصادی تنگی پر مجبور کر دیا جائے۔ اس وقت وہ گدھوں اور بیلوں کی طرح صرف روٹی کمانے کے لئے کام کریں گے۔ جب انسانیت پر ایسی مصیبت نازل ہوتی ہے تو خدائے تعالیٰ انسانیت کو اس سے نجات دلانے کے لئے کوئی راستہ ضرور الہام کرتا ہے یعنی ضروری ہے کہ حکومتِ الٰہیہ انقلاب کے سامان پیدا کر کے قوم کے سر سے ایسے جابر لوگوں کا بوجھ اتار دے۔ چنانچہ کسریٰ و قیصر کی حکومت نے یہی وطیرہ اختیار کر رکھا تھا۔ اس مرض کے ازالے کے لئے امیین میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو پیدا کیا گیا — فرعون کی ہلاکت اور قیصر و کسریٰ کی تباہی اسی اصول پر لوازم نبوّت سے شمار ہوتی ہے۔

(باقی صفحہ ۱۴ پر)

## عرب اسرائیل جنگ کے بعد واقعات پر ایک نظر

# مفتوح عربوں کی شاندار فتح

عرب اسرائیل جنگ کے بعد کے حالات و واقعات کا حقیقت پسندانہ جائزہ لیا جائے اور اسرائیل اور عربوں کا اپنا اپنا موقف عدل و انصاف کے ترازو میں تولا جائے تو اس صداقت کے اعتراف میں کسی دشمن کے لئے بھی مجال انکار نہیں ہے کہ اسرائیل اور سامراجیوں کے مقابلہ میں عربوں کا پلڑا بھاری اور ان کا موقف واضح اور مبنی بر انصاف ہے اور دنیا کے تمام ذی شعور اور صاحب فہم و فراست انسان یہ رائے قائم کرنے پر مجبور ہو گئے ہیں کہ اسرائیلی میدان جنگ میں کامیابیاں حاصل کرنے کے باوجود شکست کھا گیا ہے اور "عرب" میدان جنگ میں بظاہر وقتی طور پر ناکام ہو کر بھی دنیا کی نگاہ میں کامیاب اور فاتح کی حیثیت اختیار کر گئے ہیں۔

کیونکہ چند عرب ممالک ایک مختصر سی یہودی ریاست اسرائیل کو اگر میدان جنگ میں شکست فاش دے کر فتح و نصرت کا علم بلند بھی کر دیتے تو اسے زیادہ سے زیادہ مصر، اردن اور شام کی برتری کا نام دیا جاتا اور ان کے سمیت دیگر عرب ممالک میں سامراجیوں کے تسلط اور ان کے غلبہ سے نجات پانے کی تحریک کبھی جنم نہ لے سکتی تھی، اور خطۂ عرب سے یہود و نصاریٰ کو نکال باہر کرنے کی ہدایت نبوی پر عمل پیرا ہونے کا احساس کبھی اجاگر نہ ہو سکتا تھا۔ جیساکہ حال ہی میں الجزائر نے اپنے ملک میں مغربی تیل کمپنیوں کو قومی ملکیت میں لے کر مغربی سامراج پر وہ کاری ضرب لگائی ہے جس نے اسرائیلی کامیابیوں کی خوشی سے کہیں زیادہ سامراجیوں پر لرزہ طاری کر دیا ہے اور نہر سویز کی بندش کے بعد ان کی معیشت کو مفلوج کرنے کا ایک اور مؤثر اور کارگر وار کیا ہے۔

آج جب ہم یہ دیکھتے ہیں کہ مصر سے لے کر اردن، سوڈان، الجزائر، سعودی عرب، مراکش، عراق، شام اور کویت تک تمام عرب ممالک میں پوری یک جہتی اور ہم آہنگی کے ساتھ یہود و نصاریٰ کے غلبہ و تسلط سے نجات پانے، تیل، پٹرول، نہر سویز اور دیگر عرب مفادات کی چیزوں کا امریکہ برطانیہ اور اسرائیل کے دیگر سامراجی پشت پناہوں اور ہمنواؤں کے لیے بائیکاٹ کرنے کی ایک ہمہ گیر لہر اٹھ کھڑی ہوئی اور تحریک پیدا ہو گئی ہے یہ صورت حال میدان جنگ میں چند کامیابیاں حاصل کر لینے سے کبھی بھی پیدا نہیں ہو سکتی تھی۔

اسی موضوع کی اہمیت ملحوظ رکھ کر معاصر ترجمان اسلام کے مدیر جناب احمد حسین کمال نے بھی وسعت فکر اور اصابت رائے کے ساتھ جو حقیقت پسندانہ تجزیہ کیا ہے وہ صورت حال کے صحیح خدو خال معلوم کرنے کے لئے خصوصی توجہ کا محتاج ہے، وہ لکھتے ہیں:

اس وقت دنیا کی رائے عامہ اسرائیل کو جارح قرار دے رہی ہے، امریکہ اور برطانیہ کو اس جارحیت میں ملوث سمجھ رہی ہے اور یہ یقین رکھتی ہے، کہ عربوں پر جس بے خبری کے عالم میں اور جس انتہائی شدت و ہمہ گیری اور عظیم ترین فضائی قوت کے ساتھ سامنے سے، پشت پر سے، دائیں سے اور بائیں سے دفعتہً حملہ کیا گیا تھا اس نے صحیح معنوں میں عربوں بالخصوص مصر کو مقابلہ اور دفاع کی مہلت ہی نہیں دی، اس لئے نہ تو اسے باقاعدہ جنگ کہا جا سکتا ہے اور نہ عربوں کی پسپائی کو شکست سے تعبیر کرنا درست ہو سکتا ہے۔

لیکن خود ساختہ انداز فکر کے ساتھ جس قبیل کی تنقیدات کا سلسلہ بعض پاکستانی اخبارات میں شروع کر دیا گیا ہے اور جس کے آغاز کا سہرا مودودی صاحب کے مقدس قلم کے سر ہے اس سے عربوں کے حق اور مظلومیت کی ساری بنیادیں تہ و بالا ہو جاتی ہیں اور اسرائیل اور امریکہ و برطانیہ کے موقف کو تقویت پہنچ جاتی ہے، بیک وقت امریکی سامراج کی بھی خدمت ہے یہودی مقاصد کی بھی ہمنوائی ہے، عربوں کے کاز کو کمزور بنانے کی بھی کوشش ہے اور پاکستان کے مفادات کو نقصان پہنچانے کا بھی حربہ ہے۔

عرب دنیا کا حالیہ حادثہ جو محض کچھ صحرائی علاقہ کے اندر پسپائی اور بیت المقدس کے ہاتھ سے نکل جانے تک محدود ہے اتنا المناک نہیں جتنا المناک ۱۹۱۸ء میں ترکی کی شکست کا حادثہ تھا، جبکہ تمام عالم اسلام حتیٰ کہ بیت المقدس اور بالواسطہ طور پر حجاز مقدس تک انگریزوں کا غلبہ قائم ہو گیا تھا۔

وہ حادثہ پورے عالم اسلام کے لئے مرگ ناگہانی کی حیثیت رکھتا تھا لیکن اس وقت کی مسلم قیادت نے جو مولانا محمد علی مرحوم، حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ، مولانا حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ، مولانا ابو الکلام آزاد مرحوم جیسے حضرات پر مشتمل تھی ایک لمحہ کے لئے بھی مسلمانوں کے ذہنوں کو پست حوصلہ، شکست خوردہ احساس کمتری کا شکار اور یاس زدہ نہیں ہونے دیا اور نہ انہوں نے ترکی کی مفتوح افواج اور ان کے جرنیلوں و سربراہوں پر لعنت و ملامت کے تیر برسائے بلکہ انور پاشا، کمال پاشا وغیرہ کو شکست کے باوجود مسلم قوم کا ہیرو بنا کر کھڑا کر دیا اور جنگی شکست کو انگریزی استبداد کے لیے تقویت کے بجائے مسلمانوں کی ذہنی فتح میں تبدیل کر ڈالا۔

مگر اس کے برعکس آج مودودی صاحب جیسے لوگ جو عالمگیر اسلامی قیادت و امارت کا اپنے سوا کسی کو مستحق نہیں گردانتے، عربوں کی معمولی سی عارضی پسپائی کو تمام عربوں کی شکست، تمام مسلمانوں کی ہزیمت اور امریکہ، برطانیہ و اسرائیل کی فتح عظیم ثابت کرنے میں لگ گئے ہیں یا للعجب! (اسرائیل اور جماعت اسلامی)

# بیت المقدس کے لیے

# عالم اسلام میں خون کے آنسو

محمد خالد فاروقی

بیت المقدس کا یہودیوں کے ناپاک ہاتھوں میں چلا جانا ایک ایسا جانکاہ سانحہ ہے جس پہ دنیا کے ہر مسلمان کی آنکھ خون کے آنسو رو رہی ہے اس واقعہ نے تمام مسلمانوں کے دل و دماغ کو ہلا کر رکھ دیا ہے۔ ان کی روحیں اس ناقابل برداشت صدمے سے تڑپ اٹھیں۔ ہر طرف شکوک و شبہات، مایوسی، حیرت، استعجاب اور غم و غصے کی لہریں اٹھتی نظر آ رہی ہیں۔ مسلمانوں کی گردنیں اقوام عالم کے سامنے شرم و ندامت سے جھکی ہوئی دکھائی دیتی ہیں۔ ان کے دل خون ہو چکے ہیں۔ آہ یہ کیسی قیامت ان کے سروں پہ ٹوٹی۔ وہ قبلہ ان سے چھن گیا جس کی طرف حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اپنا رخ کر کے نمازیں ادا کرتے رہے ہیں۔ وہ مسجد اقصیٰ ان کے ہاتھوں سے جاتی رہی جہاں معراج پہ جاتے ہوئے حضور اکرمؐ نے قیام اور انبیاء علیہم السلام نے آپ کی امامت میں نماز ادا کی آہ! اب ہم ابراہیم علیہ السلام، اسحاق علیہ السلام، یعقوب علیہ السلام کی ابدی خوابگاہوں کے امین نہ رہے۔ جس سرزمین قدس کے آٹھ سو سال سے خادم و نگہبان تھے وہاں سے ہمیں بے دخل کر دیا گیا۔

آج دنیائے یہودیت و عیسائیت میں ہر طرف جشن و طرب کی موجیں اٹھ رہی ہیں تحریک صیہونیت کے لیے یہ فتح ایک سنگ میل کی حیثیت رکھتی ہے۔ آج انہیں عظیم فلسطین کا کا خواب پورا ہوتا دکھائی دے رہا ہے جدید و قدیم یروشلم ان کے تسلط میں آ چکا ہے۔ ان کی مملکت کی سرحدیں وسیع ہو چکی ہیں۔ ان کے حوصلے اور جرائتیں بلند ہو گئیں لیکن ابھی ان کی منزل مقصود بہت دور ہے ان کی غاصبانہ نگاہیں وادیٔ نیل و فرات سے آگے بڑھتے ہوئے مدینہ و خیبر کی مبارک سرزمین پر جا کر رک گئی ہیں جہاں کبھی حیدر کرار نے "مرحب" کو للکارا تھا۔ ان کو اپنی وہ ذلت و رسوائی یاد ہے جب کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے فداکار رفیقوں نے انہیں جزیرۃ العرب سے نکال باہر کیا تھا تاکہ مسلمان ان کی جارحانہ اور سازشی سرگرمیوں سے محفوظ و مطمئن اسلامی نظام کے بقا و استحکام کے لیے کام کر سکیں۔

آج جو کچھ ہوا اس پہ مسلمانوں کے دلوں کا مضطرب و بے چین ہونا فطری اور یقینی تھا لیکن مایوسی کا ہمارے دین، مذہب، اعتقادات اور تاریخی روایات سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ قرآن جو ہمارے لیے سرچشمہ ہدایت ہے جس سے ہم زندگی کے ہر مرحلے میں رہنمائی حاصل کرتے ہیں جو ہر نازک موڑ پہ ہماری رہنمائی کرتا اور شکست کی صورت میں بھی ہمارے جذبات و احساسات کو غلط رخ پر جانے نہیں دیتا۔ وہ ذرا دیکھئے کس دل نشیں انداز میں ہماری ڈھارس بندھاتے ہوئے ہمارے زخموں پہ مرہم رکھتا ہے اور ایک صحیح طرز فکر کی دعوت دیتا ہے۔

"دل شکستہ نہ ہو، غم نہ کرو، تم ہی غالب رہو گے۔ اگر تم مومن ہو اس وقت اگر تمہیں چوٹ لگی ہے تو اس سے پہلے ایسی ہی چوٹ تمہارے مخالف فریق کو بھی لگ چکی ہے یہ تو زمانے کے نشیب و فراز ہیں۔ جنہیں ہم لوگوں کے درمیان گردش دیتے رہتے ہیں۔ تم پہ یہ وقت اس لیے لایا گیا کہ اللہ دیکھنا چاہتا تھا کہ تم میں سچے مومن کون ہیں اور ان لوگوں کو چھانٹ لینا چاہتا تھا جو واقعی راستی کے گواہ ہوں کیونکہ ظالم (حدودِ الٰہی سے تجاوز کر جانے والے) اللہ کو پسند نہیں ہیں اور وہ اس آزمائش کے ذریعے سچے مومنوں کو الگ چھانٹ کر کافروں کی سرکوبی کر دینا چاہتا تھا کیا تم نے سمجھ رکھا ہے کہ یونہی جنت میں چلے جاؤ گے۔ حالانکہ ابھی اللہ نے یہ تو دیکھا ہی نہیں کہ تم میں کون وہ لوگ ہیں جو اس کی راہ میں جان لڑانے والے اور اس کی خاطر صبر کرنے والے ہیں۔" (آل عمران)

اسلام اور مسلمانوں کی تاریخ اٹھا کر دیکھی جائے تو فتوحات کے ساتھ ان شکستوں کے ابواب بھی ہمارے سامنے کھل کر آ جاتے ہیں اُحد کے میدان میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی کمانڈ کے باوجود مسلمانوں کی پسپائی دراصل ان اخلاقی کمزوریوں کی بنا پر ہوئی تھی جن کی خود قرآن نے اُحد کی لڑائی پہ تبصرہ کرتے ہوئے نشاندہی کی ہے حالانکہ اس موقع پہ مسلمان مادی وسائل کے اعتبار سے نسبتاً بہتر حالت میں تھے۔ اس لیے قرآن میں خاص طور پہ ان اخلاقی کمزوریوں کو گنایا گیا ہے جو بہتر وسائل حاصل ہونے کے باوجود شکست کا سبب بنیں۔

ہماری اجتماعی زندگی کے لیے قرآن ایک بنیادی اور اہم اصول ان الفاظ میں ہمارے سامنے رکھتا ہے واعتصموا بحبل اللہ جمیعا اللہ کی رسی (دین) کو مضبوطی سے تھام لو۔ جس طرح ہمارا دین افراد کو ایک دوسرے سے قریب کرتا ہے۔ اسی طرح وہ مسلم ریاستوں کو بھی جوڑ کر ایک بنیان مرصوص بنا سکتا ہے۔

آج ضرورت اس بات کی ہے کہ دنیائے اسلام کے مفکرین اور رہنما سر جوڑ کر بیٹھیں۔ سب سے پہلے ان اخلاقی خامیوں اور کمزوریوں کا جائزہ لیں جو ہماری اجتماعی طاقت کی شکست و پسپائی کا سبب بن گئی ہیں۔ شخصی، قومی، گروہی مفادات کو بالائے طاق رکھ دیا جائے۔ ذاتی و انفرادی سیادت کے بجائے پوری امت مسلمہ کے مفاد کو سامنے رکھ کر کام کیا جائے۔ آپس کی نفرت و دشمنی کے بجائے باہمی تفاہم و تعاون کو فروغ دیا جائے۔

# عالمی مسائل ◎ مشرق وسطیٰ

تحریر: طلعت محمود رانا

جہاں تک اس الزام کا تعلق ہے ہم اس کی تفصیل میں نہیں جانا چاہتے۔ اس کی وجہ یہ نہیں کہ پاکستان، ترکیہ، ایران، انڈونیشیا اور دیگر ممالک کے عوام امریکی سی آئی اے کی تخریبی اور انقلاب دشمن سرگرمیوں سے بے خبر ہیں، ان ممالک کو تلخ تجربات سے گزرنا پڑا اور اس بدنام ادارے کی سرگرمیوں کا قلع قمع کرنے کے لیے موثر اقدامات کرنا پڑے، ایسے یورپی اور امریکی افراد کی کڑی نگرانی کرنا پڑی جو فنی ماہرین، پروفیسروں اور سیاحوں کے روپ میں اپنے ناپاک عزائم کی تکمیل کے لیے آئے کوئی بھی ذی شعور یہ دعویٰ نہیں کر سکتا کہ یہاں بھی سی آئی اے اور اس کے "مخبر" سو فیصد معدوم ہو چکے ہیں۔ یہ ادارہ بلاشبہ خود امریکہ کے اپنے وقار کو اقوام عالم میں زبردست نقصان پہنچانے کا باعث ہوا ہے، جس کی بنیاد ایک سابق صدر امریکہ نے رکھی تھی۔

عصر حاضر میں مشرق وسطیٰ ایشیا اور افریقہ کے عوام کو خاص طور اس بدنام ادارے کی سرگرمیوں سے چوکنا رہنے کی ضرورت ہے، جس کے ذریعے امریکی حکومت نہ صرف سیاست دانوں کے کارکنوں بلکہ دیگر کاروباری افراد کو بھی اپنے مذموم مقاصد کے لیے آلہ کار بنا لیتی ہے اور ان کے ذریعے داخلی بحران پیدا کر کے اپنی پسند کے غیر نمائندہ لوگوں کی کٹھ پتلی حکومتیں عوام پہ مسلط کر دیتی ہے۔

حال ہی میں مشرقی جرمنی میں سی آئی اے کی سرگرمیوں کے بارے میں ایک مربوط کتاب شائع ہوئی ہے، جس میں مذکورہ طبقوں کی نشاندہی کی گئی ہے۔ عصر حاضر میں کوئی بھی غیرتمند قوم کسی بیرونی طاقت اور اس کے خفیہ اداروں کی وطن دشمن سرگرمیوں کو برداشت نہیں کر سکتی، خواہ ایسی طاقت بھارت ہو یا امریکہ یا روس۔ اگر کسی قوم کو زندہ رہنا ہے تو اسے اس پہلو سے بھی بے خبر نہیں رہنا چاہیئے جس کا شکوہ آج اکثر عرب ممالک میں کیا جا رہا ہے لیکن ان تمام امور کے باوجود عرب عوام کو یقین کامل ہے کہ وہ اسرائیل سے نہ صرف اپنے علاقے آزاد کرا لیں گے بلکہ اسے بھی صفحہ ہستی سے مٹا دیں گے۔

فوجی اعتبار سے اگر اسرائیل کے وسائل کا جائزہ بھی لیا جائے تو پتہ چلے گا کہ آخر اسرائیل کے جنگ پسند لیڈر کیوں یہ واویلا کر رہے ہیں کہ عربوں کے خلاف استعمال کرنے کے لیے انہیں فینٹم طیارے اور اسلحہ دیا جائے اور دنیا کے تمام ملکوں میں جتنے بھی یہودی آباد ہیں وہ اسرائیل میں آ کر آباد ہو جائیں چند لاکھ کی آبادی کا یہ ملک مشرق وسطیٰ میں سامراجی طاقتوں کے قلعہ کی حیثیت رکھتا ہے جہاں کی ساری آبادی کے لیے فوجی تربیت لازمی ہے لیکن عرب فوجی ماہرین اچھی طرح سمجھتے ہیں کہ چند لاکھ کی آبادی کا یہ ملک طویل گوریلا جنگ کا ہرگز متحمل نہیں ہو سکتا۔ طویل گوریلا جنگ ایک ایسا موثر ہتھیار ہے جس نے اسرائیل کے داخلی حالات کو بری طرح متاثر کر ڈالا ہے اور ہر شعبہ حیات میں بحران کی سی کیفیت پیدا ہو چکی ہے جس کا رد عمل حال ہی میں اسرائیلی قیادت کے اندر شدید اختلافات کی صورت میں برآمد ہوا ہے۔ ایک موثر طبقہ موشے دایان وزیر دفاع کی جنگ پسندانہ پالیسیوں سے تنگ آ کر اسے معزول کرنے کا مطالبہ کر رہا ہے

بعض حلقوں میں یہ کہا جاتا ہے کہ کہ جون ۶۷ کی چند روزہ جنگ میں صدر ناصر نے بزدلی کا مظاہرہ کیا جس کے باعث تمام عرب ممالک کو ہزیمت اٹھانا پڑی۔ لیکن یہ حلقے الزامات عائد کرتے وقت یہ بھول جاتے ہیں کہ اگر صدر ناصر نے بزدلی دکھائی ہوتی تو پھر اس امر کا کیا جواز تھا کہ جب انہوں نے ہزیمت کے بعد استعفیٰ دے دیا تو نہ صرف تمام عرب سربراہوں نے انہیں استعفیٰ واپس لینے پر مجبور کیا بلکہ متحدہ عرب جمہوریہ سوڈان۔ الجزائر لبنان اور دیگر عرب ممالک کے عوام نے زبردست مظاہرے کر کے یہ مطالبہ کیا کہ صدر ناصر اپنا استعفیٰ واپس لیں اور عرب قیادت کو قبول کریں چنانچہ صدر ناصر کو جھکنا پڑا۔ بعد میں انہوں نے انتخابات کرائے اور عوام نے انہیں دوبارہ قیادت کے لیے منتخب کر لیا۔ دنیا کے کسی بھی آمرانہ نظام میں اس نوع کی ایک بھی مثال نہیں ملتی جہاں کسی جابر سے جابر حکمران نے خود کو قوم کی مرضی پر چھوڑ دیا ہو۔ اگر اسرائیل کے ہاتھوں شکست کھانے کے بعد کسی عرب رہنما میں دنیائے عرب کی قیادت کرنے کی اہلیت ہوتی تو یقین کے ساتھ کہا جا سکتا تھا، کہ صدر ناصر نئی قیادت کے سامنے جھک جاتے ان کے انتخاب نے یہ ثابت کر دیا ہے کہ متحدہ عرب جمہوریہ میں جس پہ آمریت کا الزام عائد کیا جاتا ہے۔ جمہوریت کا وجود بدرجہ اتم موجود ہے صدر ناصر نے اپنی ایک حالیہ تقریر میں دنیائے عرب میں بسنے والوں پہ زور دیا تھا کہ بچہ بچہ اسرائیل کو مٹا کر دم لے گا ہمیں صلاح الدین ایوبی بن کر اسرائیل اور یورپی سامراجیوں کے خلاف بھرپور جدو جہد کے لیے تیار رہنا چاہیئے صلیبی جنگیں ابھی تک جاری ہیں اور عربوں کو ایک بار پھر ان سامراجیوں کو سرزمین عرب پر فیصلہ کن شکست دینا ہے۔ جو صلیبی بن کر ہمارے سکھ چین آزادی عزت و ناموس اور دولت کو لوٹ لینا چاہتے ہیں

عرب قائدین کے ان ولولہ انگیز بیانات نے جنگ سویز ۱۹۵۶ء کی یاد تازہ کر دی ہے۔ جب اسرائیل فرانس اور برطانیہ نے مشترکہ طور پر مصر پر حملہ کر دیا تھا اور آگ اور خون کی اس ہولی میں حملہ آوروں کو عبرت ناک شکست کا منہ دیکھنا پڑا تھا۔ ان دنوں راقم الحروف ایک مقامی اخبار سے منسلک تھا اور استعفیٰ دے کر مشرق وسطیٰ چلا گیا جس علاقے سے بھی گزر ہوا، وہاں کے عوام کے حوصلے ناقابل تسخیر حد تک بلند پائے لبنانی، شامی، اردنی سعودی، عراقی، اور مصری دانشوروں سے

# قدیم وجدید علوم کا جامع نظامِ تعلیم

## اہلِ علم کے لئے ایک لمحۂ فکریہ

شیخ بشیر احمد بی اے لودیانوی، جنرل سیکرٹری ولی اللہ سوسائٹی پاکستان لاہور

**سوسائٹی کا "دماغ"** سوسائٹی میں سب سے اونچا طبقہ اہلِ علم کا ہوتا ہے۔ یہ طبقہ سوسائٹی کا "دماغ" (BRAIN TRUST) کہلاتا ہے۔ اس کا کام یہ ہوتا ہے کہ وہ باقی سوسائٹی کی علمی اور عملی رہنمائی کرے۔ قرآن حکیم اس طبقے کی سوسائٹی میں موجودگی پر بہت زور دیتا ہے چنانچہ وہ فرماتا ہے کہ

وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ اُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ اِلَى الْخَيْرِ وَيَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ ؕ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝ وَلَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ تَفَرَّقُوْا وَاخْتَلَفُوْا مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَهُمُ الْبَيِّنٰتُ ؕ وَاُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ۝ (۳ : ۱۰۳-۱۰۴)

"مسلمانو! تم میں سے ایک جماعت لازماً ایسی ہونی چاہیئے جو نیکی کی طرف بلاتی رہے (وہ یوں کہ) وہ اعلیٰ معاشرتی اقدار (المعروف) کے قائم کرنے کا حکم دیتی رہے اور جن باتوں کا انسانی عقل انکار کرے اور جن سے وہ بغاوت کرے (المنکر) ان سے روکتی رہے۔ ایسی سوسائٹی ہی اصل میں کامیابی اور کامرانی حاصل کر سکتی ہے (تدبیر مملکت کا اس قسم کا عقلی اور عملی نظام پیدا ہو جانے کے بعد) اُن لوگوں کی طرح نہ ہو جانا جو عقلی اور روحانی دلائل و براہین (البینٰت) دیکھ لینے کے بعد آپس کے اختلافات میں پھنس کر گروہ بندی (فرقہ پرستی) میں مبتلا ہو گئے۔ اس قسم کا معاشرہ سخت دردناک عذاب میں مبتلا ہو جایا کرتا ہے۔"

اس آیت سے صاف ظاہر ہے کہ ہماری سوسائٹی کے "طبقہ دماغ" کا فرض یہ ہے کہ سوسائٹی میں اعلیٰ قدروں (VALUES) کی اشاعت کرے، اخلاق سوز باتوں کی اشاعت روکے، اختلافات اور تفرقے سے بچائے ورنہ ساری قوم "عذاب" میں مبتلا ہو جائے گی۔ دنیا میں غلامی سے بڑا اور کونسا دردناک عذاب ہو سکتا ہے جسے ہم دو صدیاں بھگتتے رہے ہیں (اللہ تعالےٰ اب ہمیں اس عذاب سے محفوظ رکھے!)

تاریخ اسلام کے ابتدائی دور میں یہ "دماغی طبقہ" وجود میں آ چکا تھا چنانچہ قرآن حکیم کہتا ہے کہ:-

كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَتُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ (۳ : ۱۰۹)

"تم امتِ اسلامیہ کا بہترین حصہ — دماغ — ہو۔ یہ امت ساری نوعِ انسانی کی ہدایت و رہنمائی کے لئے کھڑی کی گئی ہے۔ تم اعلیٰ معاشرتی اقدار (المعروف) قائم کرنے کا حکم دیتے ہو اور انفرادی و اجتماعی سیرت کے خلاف امور (المنکر) سے روکتے ہو اور اللہ پر ایمان رکھتے ہو (جو بنیادی انسانی قدر یا نیکی ہے)۔"

اس آیت میں امت اسلامیہ کا جو فریضہ مقرر کیا گیا ہے یعنی عالمی اصلاح کا پروگرام چلانا اور ساری دنیا کو اس عالمی پروگرام کے تحت لانا اس کے لئے واقعی عقلاء اور حکماء یعنی فلسفیوں اور سائنسدانوں کے ایک مجمع کی ضرورت ہے۔ ایسے مجمع میں قوم کے تمام حلقوں کے چیدہ چیدہ افراد شامل ہوتے ہیں اور جب کوئی عالمگیر اصلاحی وسیاسی نظام پیدا ہو جائے تو تمام مسلم قوموں کے "دماغ" مل کر اس قسم کا "بین الاقوامی دماغ" قائم کر سکتے ہیں۔

**"دماغ" کی تخلیق**، اس قسم کا دماغ کس طرح پیدا ہوگا؟ قرآن کریم نے اس کے لئے یہ تجویز پیش کی ہے۔

فَلَوْلَا نَفَرَ مِنْ كُلِّ فِرْقَةٍ مِّنْهُمْ طَآئِفَةٌ لِّيَتَفَقَّهُوْا فِى الدِّيْنِ وَلِيُنْذِرُوْا قَوْمَهُمْ اِذَا رَجَعُوْٓا اِلَيْهِمْ لَعَلَّهُمْ يَحْذَرُوْنَ ۝ (۹ : ۱۲۲)

"تم ایسا کیوں نہیں کرتے کہ اپنے ہر حلقے (طبقے) میں سے کچھ لوگ دین سیکھنے کے لئے متعین ہو جائیں۔ (اس کے لئے باہر جانا پڑے تو باہر بھی جائیں) اور واپس جا کر اپنی قوم کو ڈرائیں "تاکہ وہ بہت محتاط ہو جائیں"

اس آیت سے ظاہر ہے کہ دین کا علم سیکھنے کے لئے خاص اہتمام و انتظام ہونا چاہیئے۔ دین کی تعلیم پانے اور اسے سمجھنے کے لئے جس جس علم کی ضرورت ہو — فلسفہ، منطق، ریاضی، تاریخ، جغرافیہ، طبیعیات، سائنس، ایٹمی طبیعیات، کیمیا، نفسیات، معاشریات، حیاتیات غرض جس جس علم کی بھی ضرورت ہو، وہ سیکھیں اور دین میں تفقہ یعنی کامل سمجھ پیدا کریں۔ اگر اس کام کے لئے چین جانا پڑے تو وہاں بھی جائیں — (اُطْلُبُوا الْعِلْمَ وَلَوْ كَانَ بِالصِّيْنِ۔ (الحدیث) علم حاصل کرو خواہ اس کے لئے چین بھی جانا پڑے)

اگر اس آیت کو پاکستان کے تعلیمی نظام کا عنوان بنایا جائے تو قرآن وحدیث کی تعلیم کو فوقیت حاصل ہو گی۔ اور باقی تمام علوم انہی کے سمجھنے کے لئے پڑھے اور پڑھائے جائیں گے۔

**"دماغ" کا مقصد** قرآن حکیم اس تمام علمی و عملی تگ و دو کا مقصد ان الفاظ میں بیان فرماتا ہے:-

سَنُرِيْهِمْ اٰيٰتِنَا فِى الْاٰفَاقِ وَفِىْٓ اَنْفُسِهِمْ حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَهُمْ اَنَّهُ الْحَقُّ ۝ (۴۱ : ۵۳)

"ہم انہیں اپنی نشانیاں آفاق کائنات میں اور خود ان کے نفسوں کے اندر دکھا دیں گے۔ یہاں تک کہ ان پر یہ بات بالکل واضح ہو جائے گی کہ ساری کائنات کی تدبیر ایک عظیم الشان پائدار پروگرام (الحق) کے مطابق ہو رہی ہے۔"

اس آیت میں علوم آفاق (فزیکل سائنس) اور علوم نفسی دونوں کے مطالعے کی طرف توجہ دلائی گئی ہے۔ ان علوم میں سے ہر ایک علم کے لئے ہماری

سوسائٹی کی ایک ایک جماعت کو اپنے آپ کو تیار رکھنا ضروری ہے۔ اگر ہمارے نظامِ تعلیم کا مذکورہ بالا عنوان اس آیت کی روشنی میں عمل میں لایا جائے تو قدیم و جدید کی وہ تفریق جس کی وجہ سے ہمارا معاشرہ گراوٹ کی طرف جا رہا ہے۔ مزید گراوٹ سے بچ کر ابھرنے لگے گا۔ اور ہم بہت جلد اقوامِ عالم کی رہنمائی کا وہ مقام حاصل کر لیں گے جس کے لئے ہمیں پیدا کیا گیا ہے۔

## "قدیم" اور "جدید" کا اجتماع

پاکستانی معاشرے کے علمی طبقے میں جو معاشرے کا "دماغ" ہے، دو قسم کے اہل علم ہیں یعنی پرانی طرز کے علماء اور جدید تعلیم یافتہ لوگ۔ یہ امر نہایت ہی افسوسناک ہے کہ

--- باوجودیکہ ہماری سوسائٹی میں مغربی تعلیم کو داخل ہوئے ایک سو سال ہو چکا ہے۔ لیکن ہم ابھی تک "قدیم" اور "جدید" کے امتیاز کو اٹھا نہیں سکے۔ ان دونوں گروہوں کی کش مکش سے سوسائٹی کمزور ہوتی جا رہی ہے۔ ہم کسی پروگرام پر جمع نہیں ہو سکتے اور اختلاف رائے یہاں تک پہنچ چکا ہے کہ ہم شدید فرقہ بندی میں مبتلا ہو گئے ہیں جس سے قرآن حکیم نے نہایت زوردار الفاظ میں روکا ہے۔ دیکھئے سورہ الانعام ۶ : ۱۶۰ اور سورہ الروم ۳۰ : ۳۲

سوسائٹی کی اصلاح اور معاشرے کی تعمیر نو کے آئندہ پروگرام میں سر فہرست اس اختلاف کا ازالہ ہونا چاہئے۔ "قدیم" اور "جدید" کے اس فرق کا مٹانا ہمارے لئے کم سے کم پاکستان میں چنداں مشکل نہیں ہے۔ اگر ہم اس میں کامیاب ہو گئے تو سارا "دماغ" ہر ایک قومی اور ملی مسئلے پر ایک ہی طرح دیانتداری سے سوچنے کے قابل ہو جائے گا۔ اس صورت میں ہم دنیا میں بہترین امت (خَیْرَ اُمَّۃٍ) اور امام اقوام بن سکتے ہیں۔

## جدید تعلیم یافتہ طبقہ

یہ امر باعث اطمینان ہے کہ ہمارے جدید تعلیم یافتہ طبقے میں اس تفریق کو مٹانے کا احساس پیدا ہو گیا ہے۔ چنانچہ سائنٹفک سوسائٹی پاکستان کی چھٹی سالانہ کانفرنس کراچی منعقدہ ۲۸ر دسمبر ۱۹۶۴ء کے خطبہ صدارت میں ڈاکٹر ظفر علی صاحب ہاشمی ایم ایس سی، ڈی ایس سی (ریڈنگ) وائس چانسلر زرعی یونیورسٹی مغربی پاکستان لائل پور نے فرمایا:

"انقلابی نوعیت کا تغیر دورِ حاضر کی سب سے نمایاں خصوصیت ہے۔ اور اس تبدیلی کے پس پشت سائنسی اور فنی علوم کی بے مثال اور عظیم ترقی کارفرما ہے۔ ہمارے ہاں بھی پچھلے چند سال میں جو معاشرتی اور صنعتی انقلاب آیا ہے، وہ کچھ کم اہمیت نہیں رکھتا۔ کئی نئے اداروں کے قیام اور پیداوار کے وسائل کی ترقی کے باعث دور رس اور خوش آیند تبدیلی آ چکی ہے۔ ان تبدیلیوں سے جہاں حالات بہتر ہوئے ہیں، وہاں کئی ضمنی مسائل بھی پیدا ہو گئے ہیں۔"

ڈاکٹر صاحب نے وہ مسئلہ جو ان تمام "ضمنی مسائل" کی بنیاد ہے ان الفاظ میں بیان فرمایا ہے:

"اپنی عزیز روایات کو برقرار رکھتے ہوئے ہم کس طرح اس انقلاب انگیز سائنسی دور کا ساتھ دے سکتے ہیں۔"

(باقی آئندہ)

## بقیہ: احکامِ شرعیہ کی تعمیل

کھانا کھا سکا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نے ایک اور مثال یہ بھی دی ہے کہ میری اور جو کچھ اللہ تعالےٰ نے مجھے دے کر بھیجا ہے اس کی مثال اس شخص کی سی ہے جو ایک قوم کے پاس آیا اور کہا۔" اے میری قوم! میں نے اپنی آنکھوں سے ایک لشکر دیکھا ہے (جو تم پر حملہ کرنا چاہتا ہے) میں تمہیں اونچی آواز سے خبردار کرتا ہوں کہ اس سے بچو، بچو!" چنانچہ اس کی قوم میں سے ایک گروہ نے اس کی بات مان لی اور وہ رات کے پہلے ہی حصے میں نکل کھڑے ہوئے اور آرام سے چلتے رہے یہاں تک کہ وہ (لشکر کے حملے سے) بچ گئے۔ ان میں سے دوسرے گروہ نے اس کی بات نہ مانی اور اسے جھٹلایا۔ وہ صبح تک وہیں پڑے سوتے رہے۔ یہاں تک کہ صبح سویرے لشکر نے پہنچ کر حملہ کر دیا اور انہیں ہلاک کر کے ختم کر دیا۔

ایسے ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک بات اپنے رب سے روایت کر کے کہی ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اِنَّمَا ھِیَ اَعْمَالُکُمْ تُرَدُّ عَلَیْکُمْ (یہ تمہارے ہی اعمال ہیں جو تمہیں لوٹائے جا رہے ہیں۔ یعنی یہ تمہارے ہی اعمال کا بدلہ ہے)

ہم نے یہاں جو کچھ بیان کیا ہے یہ دونوں باتوں کو جمع کرنے والا ہے یعنی اعمال (کی مصلحتیں) اور ان کے واجب یا حرام ہونے کے متعلق قانونی حکم کا نزول۔ یہ دونوں باتیں ثواب اور عذاب کا مستحق قرار دینے میں اثر رکھتی ہیں۔

ہمارا یہ بیان ان تمام مختلف و متعارض دلائل کو بھی جمع کر دیتا ہے جو زمانہ جاہلیت کے لوگوں کے بارے میں پیش کئے جاتے ہیں کہ کیا انہیں ان عملوں کے بدلے میں جو انہوں نے اپنے زمانۂ جاہلیت میں کئے، عذاب ہو گا یا نہیں؟ (یعنی ہمارے اس بیان سے وہ مشکل مسئلہ بھی حل ہو جاتا ہے جس پر عالم لوگ بحث کرتے رہے ہیں اور ایک دوسرے کے خلاف دلیلیں دیتے رہے ہیں کہ حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے زمانہ جاہلیت میں لوگ جو کچھ کر کے مر گئے۔ اس پر انہیں عذاب یا ثواب ہو گا یا نہیں؟ اس کا جواب یہ ہے کہ انہوں نے اپنے عملوں سے انسانیت کی اصلی مصلحتوں کو جتنا خراب کیا اس کے متعلق طبعی طور پر ضرور ان سے حساب لیا جائے گا لیکن قانون کی حیثیت سے انہیں جن حکموں کی خبر نہیں ملی، ان سے وہ بری ہیں۔ اُن کی وجہ سے انہیں سزا نہیں ہو گی۔ مترجم)

گذشتہ سے پیوستہ

## حکمۃ اللہ البالغۃ یعنی اردو ترجمہ حجۃ اللہ البالغۃ

# احکامِ شرعیہ کی تعمیل

شیخ بشیر احمد بی اے لودیانوی و محمد مقبول عالم بی اے لاہور

غرض سنت سے احکام کی مصلحتیں ثابت ہیں اور علماء کا ان پر اجماع (اتفاق رائے) بھی ہو چکا ہے۔ اسی طرح سے یہ امر بھی لازم قرار پا چکا ہے کہ بعض امور کے واجب اور بعض کے حرام ہونے کے متعلق فیصلے کا نزول بجائے خود ایک بڑا سبب ہے۔ قطع نظر اس امر کے کہ احکام میں مصلحتیں بھی رکھی گئی ہیں کہ فرمانبردار کو ثواب ملے اور نافرمان کو عذاب دیا جائے (یعنی عذاب و ثواب ملنے کے دو بڑے سبب ہیں۔ ایک تو وہ مصلحت اور حکمت ہے جو کسی حکم میں موجود ہے۔ دوسرے اسکا بذاتِ خود اللہ تعالےٰ کا حکم ہونا۔ مترجم)

یہ گمان صحیح نہیں کہ اعمال کا اچھا اور برا ہونا ان معنوں میں کہ اُن کے کرنے والے کو ثواب ملے یا عذاب ملے اس لحاظ سے عقلی ہے (یعنی یہ بات صحیح نہیں ہے کہ کسی کام کا اچھا یا برا ہونا صرف اس مصلحت پر موقوف ہے جسے انسان کی عقل سمجھ سکے۔ مترجم) اور یہ کہ شرع کا کام صرف یہ ہے کہ وہ اعمال کی خاصیتیں (اور حکمتیں) بیان کر دے جو ان میں پائی جاتی ہیں۔ اُس کا یہ کام نہیں ہے کہ (مصلحت سمجھائے بغیر) کسی کام کو واجب اور کسی کو حرام قرار دے دے جیسے کہ ایک طبیب دواؤں کی خاصیتیں اور مرض کی قسمیں بتا دے۔ یہ گمان بھی غلط ہے (یعنی طبیب کا کام یہ نہیں ہے کہ وہ اپنے حکم کو واجب یا حرام قرار دے اور اسے قانون کا درجہ دے۔ لیکن شریعت جب کسی مصلحت کی بناء پر کوئی قانون بناتے تو اس کی تعمیل ضروری ہے اگرچہ وہ مصلحت کسی کی سمجھ میں آئے یا نہ آئے۔ مترجم) سنتِ نبوی اس کا قطعاً انکار کرتی ہے۔ چنانچہ قیام رمضان (تراویح) کے بارے میں نبی اکرم (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا کہ مجھے ڈر ہے کہ کہیں یہ تم پر فرض نہ ہو جائے۔ نیز فرمایا کہ سب سے بڑا مجرم مسلمان وہ ہے کہ وہ کسی ایسی چیز کے بارے میں پوچھے جو پہلے لوگوں پر حرام نہیں تھی لیکن وہ اس کے پوچھنے کی وجہ سے حرام ہو جائے۔ اس مضمون کی اور بھی بہت سی احادیث ہیں۔ اگر یہ ایسے ہی ہوتا (یعنی اعمال کا اچھا یا برا ہونا عقلی ہوتا۔ مترجم) جیسے کہا جاتا ہے تو چونکہ مسافر کو تکلیف ہونے کی وجہ سے روزہ نہ رکھنے کی اجازت دی گئی ہے۔ اس مقیم کو جو مسافر کی طرح تکلیف اٹھاتا ہے روزہ نہ رکھنا جائز ہوتا اور ایک آرام سے سفر کرنے والے مسافر کو روزہ چھوڑنا جائز نہ ہوتا۔ یہی حال تمام سزاؤں (حدود) کا ہے جو شارع (نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم) نے مقرر کی ہیں۔

نیز سنت نے لازم کر دیا ہے کہ جب صحیح روایت سے کوئی شرعی حکم پہنچ جائے تو اس کی تعمیل کو اس کی مصلحت معلوم ہونے تک موقوف رکھنا جائز نہیں ہے کیونکہ بہت سے لوگوں کی عقلیں احکام کی بہت سی مصلحتوں کو سمجھنے سے قاصر ہوتی ہیں۔ نیز نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سمجھ ہمارے نزدیک ہماری اپنی عقلوں سے زیادہ قابلِ اعتماد ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اس علم کو خاص اہلیت رکھنے والے لوگوں کے سوا دوسرے عام لوگوں سے چھپایا جاتا رہا ہے اور اس کے لئے بھی وہی شرطیں مقرر ہیں جو قرآن حکیم کی تفسیر کرنے والے کے لئے ضروری ہیں اور اس میں سنن اور آثار (انبیاء اور ان کے پیروؤں کے طریقوں) کی سند کے بغیر صرف اپنی ذاتی رائے سے غور و خوض کرنا جائز نہیں ہے۔

ہم نے جو کچھ بیان کیا ہے اس سے ظاہر ہے کہ احکام شرعی کی بجاآوری کی ذمہ داری کی صحیح مثال یہ ہے کہ کسی آقا کے نوکر بیمار ہو گئے۔ اس نے اپنے خاص لوگوں میں سے ایک شخص (ڈاکٹر) کو (پورے اختیار دے کر) ان کے لئے مقرر کر دیا کہ وہ انہیں دوا پلاتے۔ اب اگر انہوں نے اس کی اطاعت کی تو (گویا) انہوں نے اپنے آقا ہی کی اطاعت کی اور ان کا آقا ان سے خوش ہوگا اور انہیں اچھا انعام دے گا اور وہ بیماری سے بھی نجات پا لیں گے۔ لیکن اگر نوکروں نے اس (ڈاکٹر) کی نافرمانی کی تو حقیقت میں انہوں نے اپنے آقا کی نافرمانی کی۔ اس لئے آقا ان پر بہت ناراض ہوگا اور انہیں بڑی سزا دے گا اور ساتھ ہی وہ (نوکر) بیماری سے ہلاک بھی ہو جائیں گے۔ چنانچہ حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس طرف اشارہ فرمایا۔ جب آپ نے فرشتوں سے روایت کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ اُس (یعنی نبی) کی مثال ایسی ہے جیسے کسی شخص نے مکان بنایا اور اس میں دعوت کا سامان تیار کر کے رکھا۔ اور ایک آدمی کو (مہمانوں اور محتاجوں کو) بلانے کے لئے بھیجا۔ اب جس کسی شخص نے اس بلانے والے کی بات مان لی وہ گھر کے اندر داخل ہو گیا اور اس نے خوب کھانا کھایا لیکن جس نے بلانے والے کی بات نہ مانی، وہ نہ تو گھر کے اندر داخل ہوا اور نہ وہ

(باقی ص ۱۲ پر)

## بقیہ: بیت المقدس

عام طور پر دنیا کے مسلمانوں میں اسلام کی سربلندی کے لیے مخلصانہ جدو جہد کرنے کا شعور پیدا کیا جائے۔ لسانی اور نسلی بنیادوں کے بجائے دینی فکر کو اجتماعیت کی اساس بنایا جائے جو مسلمان کے جذبات و احساسات کے عین مطابق ہے۔ فوجی، اقتصادی و تہذیبی تعاون واشتراک کے ذریعہ مسلمان ریاستوں میں ہر طرح کا استحکام پیدا کرنے کی کوشش کی جائے۔ فلسطین صرف عربوں کا مسئلہ نہیں ہے بلکہ سارے دنیا کے مسلمانوں کا مسئلہ ہے اس کے حل کرنے کے لیے تمام مسلمانوں کا ہمہ گیر تعاون حاصل کیا جائے اس طرح اگر مسلمان اپنی اخلاقی کمزوریاں دور کر لیں تو یہ شکست بھی فتح کا پیش خیمہ ثابت ہو سکتی ہے ہمیں قرآن کی ان آیات کا مصداق بننے کی کوشش کرنی چاہیئے۔

"اے ایمان لانے والو!

اگر تم ان لوگوں کے اشاروں پہ چلو گے جنہوں نے کفر کی راہ اختیار کی ہے تو وہ تم کو الٹا پھیر لے جائیں گے اور تم نامراد ہو جاؤ گے (ان کی باتیں غلط ہیں ان پہ دھیان نہ دو")

عنقریب وہ وقت آنے والا ہے جب ہم منکرین حق کے دلوں میں رعب بٹھا دیں گے اس لیے کہ انہوں نے اللہ کے ساتھ ان کو خدائی میں شریک ٹھہرایا ہے جن کے شریک ہونے پہ اللہ نے کوئی سند نازل نہیں کی ان کا آخری ٹھکانہ جہنم ہے اور بہت ہی بری ہے وہ قیام گاہ جو ان ظالموں کو نصیب ہو گی۔ (آل عمران)

## بقیہ: مجلس ذکر

انسانی اجتماعی زندگی کے لئے اقتصادی نظام ایسا ہونا چاہیئے جو ان کی ضروریات کو پورا کر دے۔ اور اس کے بعد ان کے پاس کچھ وقت بچ جائے تاکہ وہ اپنے لطائف کی تکمیل کر سکیں۔ اقتصادی نظام کی درستی کا نتیجہ یہ ہوگا کہ انسانی اجتماعیت کے اخلاق مکمل ہوں گے۔ اور ان اخلاق کی تکمیل ہی قبر اور حشر کی مصیبتوں سے نجات دلائے گی۔ پھر ان اخلاق کی تکمیل دوسرے درجہ پر جنت کی نعمتوں سے مستفید کرے گی اور تیسرے درجے پر جا کر اس کو رویتِ رب العالمین کے لئے تیار کرے گی۔

آپ حکیم الامت حجۃ الاسلام امام ولی اللہ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی تعلیمات پر غور فرمائیں تو آپ کو معلوم ہوگا کہ انسانیت کا حقیقی خیرخواہ اسلام اور صرف اسلام ہے اور اسلام کے وارث علماء کرام ہیں کیونکہ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے العلماء ورثۃ الانبیاء آپ حضرات کے لئے ازبسکہ لابدی ہے کہ اب جب کہ ہمارے ملک میں ایک بار پھر کوشش ہو رہی ہے کہ نیا دستور بنے اور ہر کوئی اپنے اپنے حلقہ میں اپنی اپنی راگنی گا رہا ہے تو آپ بھی جہاں تک ممکن ہو اسلام کا پیغام عام کریں۔ اور جمعیۃ علماء اسلام کے نامزد امیدواروں کو کامیاب بنائیں تاکہ خداوند کریم کی خوشنودی بھی حاصل ہو جائے۔ اور یہاں پر دکھی مخلوق بھی آرام کا سانس لے سکے، جبر و استحصال کا خاتمہ ہو، ہر انسان دوسرے کو انسان سمجھے اور اس کے ساتھ انسانیت کا معاملہ کرے۔

دعا ہے کہ اللہ تعالےٰ حق کا بول بالا کرے اور دشمنانِ اسلام کا منہ کالا کرے۔ ہمارے عرب بھائیوں کو امریکی سازشوں سے بچائے ——— دشمن اسلام اسرائیل کو غارت کرے عالم اسلام کے بہت بڑے ہیرو جمال عبدالناصر کو غریقِ رحمت کرے ان کا وجود اقوام یورپ کے لئے مشرقِ وسطیٰ میں بہت بڑے دبدبے اور رعب کا باعث تھا۔ اللہ تعالےٰ عربوں میں پھر جمال عبدالناصر جیسا مجاہد اور دردمند راہنما پیدا کرے۔ آمین!

## بقیہ: عالمی مسائل

لے کر سیاسی کارکنوں خاص طور پر بعث سوشلسٹ پارٹی کے کارکنوں سے بھی بات چیت ہوئی۔ بعد میں اخوان المسلمین کے ان افراد سے مل بیٹھنے کا اتفاق ہوا جنہیں مصر سے جلاوطن کر دیا گیا تھا اس زمانہ میں یوں محسوس ہوتا تھا، کہ عرب مسلمانوں اور عیسائیوں میں نئی زندگی پیدا ہو گئی ہے اور وہ سامراجی طاقتوں کو سرزمین عرب سے نکال باہر کرنے کے لیے اپنا سب کچھ قربان کر ڈالیں گے۔ یہی جذبات و احساسات آج بھی محسوس کئے جا رہے ہیں اور یقیناً آخری فتح عربوں کی ہوگی۔

# شب برات

## ملتِ بیضا کی تعلیمات کا صحیح آئینہ

(حسّاس کے قلم سے)

شب برات کے متعلق احادیث میں بکثرت فضائل وارد ہوئے ہیں۔ جن کا خلاصہ اسی اشاعت میں کہیں درج کیا جا رہا ہے۔ ہمارے فقہاء احناف نے اس رات کی عبادت اور بیداری کو استحباب میں شمار کیا ہے۔ مگر غیروں کے اختلاط نے جہاں ہم میں اور بہت سی مضر اور مفسد اخلاق رسوم رائج کر دیئے ہیں وہاں اس رات پر بھی اُن کے فاسد اخلاق کا بہت کافی اثر پڑا اور بہت سی خلافِ شریعت رسمیں ان کے یہاں کی ہم میں ایسی رائج ہوگئیں کہ اب ان کو مذہبی رنگ کا ایک جزو قرار دیا جانے لگا ہے۔ حالانکہ ہماری شریعت نے کتنے دن پہلے ان بے بنیاد رسموں کا قلعہ مسمار کرکے اپنے متبعین کو بتا دیا تھا کہ یہ سب رسمیں شیطانی ہیں تم ان کے قریب نہ جانا

فاعاذنا اللہ منہا

بہت افسوس کے ساتھ دیکھا جاتا ہے کہ بجائے اس کے اس شب میں مسلمان اسلامی تعلیمات کے مطابق عبادات میں مصروف ہوں۔ لہو ولعب میں اور نہایت لغو و بیہودہ رسموں کو ادا کرتے ہیں اپنا وقت بھی ضائع کرتے ہیں اور ایسے متبرک زمانہ کو عصیاں و نافرمانی کرکے اپنے لئے باعث ہلاکت بناتے ہیں

ان خرافات کی تفصیل جو اس زمانہ میں ظہور پذیر ہوتی ہیں۔ کہاں تک بیان کی جائے۔ صرف ان چند عالمگیر رسوم کا جو نہایت التزام کے ساتھ ملک کے گوشہ گوشہ میں واجبات و فرائض سمجھ کر ادا کی جا رہی ہیں۔ کم ایسے خوش قسمت گھرانے ہوں گے جو ان لغویات سے پاک ہوں ورنہ اس کے خلاف آواز اٹھانے والے اور عملی حیثیت سے اس کی تردید کرنے والے اپنے خیالات کے اظہار سے بھی ڈرتے ہیں۔

### آتشبازی

گبروں کے مذہب میں آگ کی پوجا ہوتی تھی۔ مسلمانوں کے یہاں آتشبازی اسی کی ایک بگڑی ہوئی صورت ہے۔

اس رسم کے قبیح ہونے میں ہر وہ شخص جس کو اللہ تعالیٰ نے تھوڑی بہت بھی عقل دی ہوگی ذرہ برابر شک نہ کرے گا۔ مگر پھر بھی اس کا شیوع ناگوار حد تک پہنچ گیا ہے۔

کیا کوئی بتا سکتا ہے کہ مسلمان کا یہ لغو اور بیہودہ عمل اسراف کی حد میں داخل نہیں ہے؟ اور کیا مسلمانوں کو قرآن مجید کی اسراف و تبذیر کی وعیدیں اور شدید سزائیں یاد نہیں رہیں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے " اسراف نہ کرو اسراف کرنے والے شیطان کے بھائی ہیں اور شیطان اپنے پروردگار کا ناشکرا ہے " جس کا صاف مطلب یہ نکلا کہ جو لوگ اسراف کرتے ہیں وہ ناشکری میں شیطان کے ہم پلہ ہیں۔

ناشکری اور شکر گذاری کا جو نتیجہ ہے وہ ظاہر ہے شکر نعمت سے نعمت میں ترقی ہوتی ہے اور ناشکری مستوجب زوال نعمت ہے۔

سب سے زیادہ افسوس اس بات پر آتا ہے۔ کہ باوجودیکہ مسلمانوں پر افلاس اور تہیدستی کے زبردست اور تاریک بادل چاروں طرف سے چھائے ہوئے ہیں اور بقول شخصے گھر میں کھانے کو روٹی اور پہننے کو کپڑا نہیں ہے مگر شب برات کی یہ بیہودہ رسم آتشبازی اس درجہ ترقی پذیر ہے کہ چاہے قرض لینا پڑے۔ چوری کرنا پڑے مگر رقم حاصل کرکے آتشبازی ضرور چھڑائی جائے گی۔

انا للہ وانا الیہ راجعون

اور جب اس رسم کے ترک کرنے کو کہا جاتا ہے تو جواب عنایت ہوتا ہے کہ کیا کیا جائے بچے نہیں مانتے ان ناحق شناس لوگوں کو کون اور کیونکر سمجھائے؟ بد بخت بچوں کی خوشی تو پوری کرتے اور خدا کی ناراضگی مول لیتے ہیں اور جن بچوں کی خوشی اس طرح پوری کی جا رہی ہیں ان کے بڑے ہونے پر جو توقعات وابستہ کی جا سکتی ہیں ظاہر ہے کہ ان کا کیا حشر ہوگا!

اصل یہ ہے کہ یہ سب بہانے کی باتیں ہیں۔ شیطان نے رہزنی کرکے ایمان کی متاع ضائع کر دی ہے اور از روئے نص قرآنی چونکہ وہ ان کا دوست اور بھائی ہے۔ اس لئے اس کا نام تو لیتے نہیں بچوں پر اس کا الزام رکھتے ہیں۔

### حلوا پکانے کی رسم

یہ بھی محض ایک رواجی اور رسمی چیز ہے شریعت سے اس کو کوئی تعلق نہیں لہٰذا اگر کوئی شخص اس رسم کو دین سے جدا سمجھ کر انجام دیتا ہے تو خیر ورنہ دینی بات سمجھ کر ادا کرنے والے کے متعلق اب ہم کیا عرض شریعت محمدیہ ایسے ہی لوگوں کو مبتدعین سے تعبیر کرتی ہے۔ اور بدعت کی ردّ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جتنے سخت فرمان شائع کئے ہیں وہ حد درجہ قابل غور ہیں۔

بعض جہلا کو یہ خیال ہے کہ اس تاریخ میں سید الشہداء حضرت حمزہؓ شہید ہوئے تھے اور ان کی بیوی یا بہن نے حلوا پکا کر فاتحہ دلایا تھا۔ یہ قصہ محض بے بنیاد ہے۔ اول تو حضرت حمزہ کی شہادت اس تاریخ میں نہیں ہوئی حضرت حمزہؓ غزوہ اُحد میں شہید ہوئے ہیں جو شوال ۳ھ میں پیش آیا تھا۔

دوسرے اس زمانے میں کھانے پر فاتحہ دینے کی رسم بھی سرے سے رائج نہ تھی۔

بعض لوگوں کا خیال ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دندان مبارک اس تاریخ میں شہید ہوا تھا۔ اور صحابہؓ کرام نے آپ کے لئے حلوا پکا کر پیش کیا تھا، یہ بات بھی بالکل بے اصل ہے۔ دندان مبارک کی شہادت بھی غزوہ اُحد میں ہوئی تھی غرضکہ یہ تمام فاسد خیالات مسلمانوں میں رائج ہیں۔ درحقیقت حلوا پکانا ایک رواجی اور رسمی چیز سے زیادہ باحقیقت نہیں کہا جا سکتا۔ حضرت مولانا عبدالحئیؒ صاحب فرنگی محلیؒ نے اپنے فتاوی میں اس کی تصریح فرمائی ہے کہ چونکہ یہ شب

متبرک زمانوں میں سے ہے ———— اور ایسے زمانوں میں اعمال خیر زیادہ باعث ثواب ہوتے ہیں۔ اس خیال سے کسی بزرگ نے اس شب میں ایصال ثواب کا بھی معمول کرلیا ہوگا۔ کہ یہ بھی ایک عبادت ہے! اور اس ایصال ثواب کے خیال سے کبھی انہوں نے حلوا وغیرہ بھی پکا کر فی سبیل اللہ خیرات کر دیا ہوگا۔ بس ان کے بعد اُن کے مریدین نے اپنے آقا اور شیخ کی اس سنت کو زندہ رکھنے کے لئے بر بنائے محبت اپنے لئے ضروری قرار دے لیا ہوگا کہ جب ایصال ثواب دلواتے ہوں گے۔ اس سُنت کا بھی احیا کر لیتے ہوں گے۔ اس سے زیادہ حسن ظن کے ساتھ اس رسم کی کوئی اصل نہیں ملتی۔

**فاتحہ کی حقیقت** اموات کو ایصال ثواب کرنا فی نفسہٖ نہایت عمدہ چیز ہے۔ احناف کے نزدیک اور نیز اور ائمہ امت کے نزدیک بھی عبادت بدنی اور مالی دونوں قسم کا ثواب اموات کو پہنچایا جا سکتا ہے۔ اور اپنے مُردوں کو ہر قسم کا نفع پہنچانا بہت مرغوب فعل ہے۔ بشرطیکہ اس کے ساتھ اور بدعات کا شمول نہ کر لیا جائے۔ ایصال ثواب کا مفصل اور شرعی نقطۂ نظر سے اگر فیصلہ دیکھنا منظور ہو تو حجۃ الاسلام حضرت امام اہل سنت رحمۃ اللہ علیہ کی مبارک تصنیف علم الفقہ جلد دوم ملاحظہ فرمایئے۔

**فضائل شرعیہ** رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ۱۵ر شعبان کی شب کو سماء دنیا پر آتا ہے اور اپنے تمام بندوں کے گناہوں کو معاف فرما دیتا ہے مگر کافر اور اعزہ و اقارب، دوست واحباب سے قطع تعلق کرنے والے کو معاف نہیں فرماتا ہے۔

حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نصف شعبان کی شب آجائے تو اس میں خوب عبادت کرو اور دن میں روزہ رکھو۔ اس لئے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ غروب شمس کے بعد ہی سماء دنیا پر جلوہ افروز ہوتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ کون مجھ سے مغفرت طلب کرتا ہے کہ میں اس کی مغفرت کر دوں کون رزق طلب کرتا ہے کہ میں اس کو رزق دوں۔ کون ہے جو صحت یابی چاہتا ہے کہ میں اس کو صحت بخشوں۔ اسی طرح کے مختلف اعلانات ہوتے رہتے ہیں۔ یہاں تک کہ صبح ہو جاتی ہے۔

حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ ایک شب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھنے کے لئے کھڑے ہوئے اور اس میں آپ نے سجدہ اس قدر لمبا کیا کہ میں یہ سمجھی کہ آپ وفات پا گئے جب میرے اندر یہ احساس پیدا ہُوا تو مَیں کھڑی ہوئی اور میں نے آپ کا انگوٹھا ہلایا تو اس میں حرکت پیدا ہوئی جس سے میں مطمئن ہوگئی اور واپس لوٹ آئی اسی وقت میں نے آپ کو سجدہ کی حالت میں یہ دعا پڑھتے ہوئے سُنی:

أعوذ بعفوك من عقابك واعوذ برضاك من سخطك واعوذ بك منك اليك لا أحصي ثناء عليك أنت كما أثنيت على نفسك۔

یعنی میں آپ کے عفو کے وسیلہ سے، آپ کے غصّہ سے پناہ چاہتا ہوں۔ اور آپ کی رضا سے ناراضگی سے پناہ چاہتا ہوں اور آپ کے ذریعہ سے آپ ہی سے پناہ چاہتا ہوں۔ میں آپ کی تعریف کرنے پر قادر نہیں ہوں، آپ تو ویسے ہی ہیں جیسی آپ نے اپنی تعریف خود کی ہے۔

اس کے بعد جب آپ نے سجدہ سے سر اٹھایا اور اپنی نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا کہ اے عائشہ کیا تم نے یہ خیال کیا تھا کہ "نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم" تم سے ناراض ہو گئے ہیں۔ مَیں نے کہا نہیں یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بلکہ میں تو یہ سمجھی تھی کہ آپ کی وفات ہو گئی کیونکہ آپ کا سجدہ ہی اتنا لمبا تھا۔ تو اس پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا تم جانتی ہو یہ کونسی رات ہے میں نے کہا اللہ اور اس کے رسول کو اس کا زیادہ علم ہے۔ فرمایا یہ نصف شعبان کی رات ہے۔ اس میں اللہ تعالیٰ استغفار کرنے والوں کے گناہوں کو معاف کر دیتا ہے۔ رحم طلب کرنے والوں پر رحم کرتا ہے اور جن کے دلوں میں بغض و عداوت ہوتی ہے۔ اُن کو اپنی حالت پر چھوڑ دیتا ہے۔

جب وہ ہستی جس کے تمام پچھلے اور اگلے گناہ معاف کر دیئے گئے ہوں اس شب کا اس قدر اہتمام کرتی ہو اور اس شب میں نوافل کی اس قدر کثرت کرتی ہو تو پھر ہم جیسوں کی غفلت کیا معنی رکھتی ہے۔ ہم اس شب میں کتنی کثرت سے معاصی و گناہ میں مبتلا ہوتے ہیں۔ جب کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس شب کا اس قدر اہتمام فرماتے تھے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہؓ سے فرمایا کہ میرے پاس جبرئیل امین آئے تھے۔ اور انہوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ اس شب میں قبیلہ بنی کلب کی بکریوں کے بال کے برابر انسانوں کو جہنم کی آگ سے چھٹکارا دیں گے مگر اس مبارک شب میں بھی اللہ تعالیٰ کی نظر کرم کافر، منافق، قطع تعلق کرنے والے متکبر، والدین کے نافرمانوں اور شرابیوں کی طرف ملتفت نہیں ہوگی۔

**ایک دُعا** مشائخ کرام سے اس سلسلے میں ایک دعا بھی منقول ہے اور وہ یہ ہے۔

اَللّٰھُمَّ یَا ذَا الْمَنِّ وَلَا یُمَنُّ یَا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ یَا ذَا الطَّوْلِ وَالْاِنْعَامِ لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ ظَھْرَ اللَّاجِئِیْنَ وَجَارَ الْمُسْتَجِیْرِیْنَ وَاَمَانَ الْخَائِفِیْنَ اَللّٰھُمَّ اِنْ کُنْتَ کَتَبْتَنِیْ عِنْدَکَ فِیْ اُمِّ الْکِتَابِ شَقِیًّا اَوْ مَحْرُوْمًا اَوْ مَطْرُوْدًا اَوْ مُقْتَرًا عَلَیَّ فِی الرِّزْقِ فَامْحُ اللّٰھُمَّ بِفَضْلِکَ شَقَاوَتِیْ وَحِرْمَانِیْ وَطَرْدِیْ وَاِقْتَارَ رِزْقِیْ وَاَثْبِتْنِیْ عِنْدَکَ فِیْ اُمِّ الْکِتَابِ سَعِیْدًا مَرْزُوْقًا مُوَفَّقًا لِلْخَیْرَاتِ فَاِنَّکَ قُلْتَ وَقَوْلُکَ الْحَقُّ فِیْ کِتَابِکَ الْمُنْزَلِ عَلٰی لِسَانِ نَبِیِّکَ الْمُرْسَلِ یَمْحُوا اللّٰہُ مَا یَشَاءُ وَیُثْبِتُ وَعِنْدَہٗ اُمُّ الْکِتَابِ اِلٰھِیْ بِالتَّجَلِّی الْاَعْظَمِ فِیْ لَیْلَۃِ النِّصْفِ مِنْ شَعْبَانَ الْمُکَرَّمِ الَّتِیْ یُفْرَقُ فِیْھَا کُلُّ اَمْرٍ حَکِیْمٍ وَیُبْرَمُ اَنْ تَکْشِفَ عَنَّا مِنَ الْبَلَاءِ مَا نَعْلَمُ وَمَا لَا نَعْلَمُ وَمَا اَنْتَ بِہٖ اَعْلَمُ اِنَّکَ اَنْتَ الْاَعَزُّ الْاَکْرَمُ وَصَلَّی اللّٰہُ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ۔

اور اس کے پڑھنے کی صورت یہ لکھی ہے کہ ۱۴ر شعبان کو نماز

## بقیہ : شب برات

مغرب کے بعد تین بار سورۂ یٰسین پڑھے۔

اول بار درازی عمر کی نیت سے۔ دوسری بار بلاؤں کے دفع کرنے کے واسطے تیسری بار خدا کے سوا کسی اور کا محتاج نہ ہونے کے لئے اور ہر بار سورۂ یٰسین کے بعد مندرجہ بالا دعا ایک بار پڑھے اس دعا کی برکت سے اللہ تعالیٰ ان کی حاجت پوری فرمائے گا۔ اور سال بھر تک تمام مصیبتوں سے محفوظ رکھے گا۔

زیارت قبور کی بھی اس شب میں ہدایات ہیں مگر آج کل جو صورت حال پیدا ہو گئی ہے۔ اس کے پیش نظر قبرستانوں میں جانا قطعی نامناسب ہے۔ قبرستان میں عورتوں کا جانا اور وہاں چراغاں کرنا آگ جلانا اور بیڑی سگریٹ پیتے ہوئے لہو ولعب اور کھیل تماشے کی باتیں کرنا بالکل خلاف شرع ہیں وہاں تو عبرت حاصل کرنے اور ایصال ثواب کے لئے جانا چاہیئے اور بس۔

## جمعیتہ علماء اسلام کا اجلاس

قبائلی شمالی وزیرستان میرعلی اڈہ میں ۱۱ر۱۲ر اکتوبر کو جمعیتہ علماء اسلام کی دو روزہ آئین شریعت کانفرنس بڑی شان و شوکت سے منعقد ہوئی جس میں محمد جاوید پراچہ صاحب اور دیگر اکابرین ملت نے خطاب کیا۔ جس میں مولانا محمد اکرم صاحب مرحوم کی اس بے وقت موت پر اظہار تعزیت کیا گیا اور ان کے حق میں فاتحہ خوانی کی گئی۔ اور متحدہ عرب جمہوریہ کے صدر جمال عبدالناصر کی وفات کو عالم اسلام کے ملئے ایک ناقابل تلافی نقصان قرار دیا گیا اور ان کے حق میں بھی فاتحہ خوانی کی گئی۔



## سانحہ ارتحال

حاجی محمد شفیع صاحب (مالک اتفاق فونڈری اینڈ ورکشاپ) بعارضہ قلب ۷ بروز بدھ اللہ کو پیارے ہو گئے۔ (انا للہ و انا الیہ راجعون) مرحوم کے جنازے میں اعلیٰ سرکاری افسر، کارخانہ دار اور ممتاز شہریوں کی کثیر تعداد نے شرکت کی۔ ان کو آبائی قبرستان بدھو کے آوا میں دفن کیا گیا۔ مرحوم میاں محمد رمضان مرحوم کے فرزند تھے۔

اس سے قبل ۱۴ر جنوری ۱۹۶۶ء میں ان کے سب سے چھوٹے بھائی میاں سراج دین بعمر ۲۸ سال عین اس وقت جبکہ وہ افطاری کے لئے باوضو ہو کر بیٹھے تھے۔ اور روزہ افطار ہونے میں چند منٹ باقی تھے۔ دل کا اچانک دورہ ان کے لیئے جان لیوا ثابت ہوا۔ اور وہ حالت روزہ میں ہی واصل باللہ ہو گئے۔ اتفاق فونڈری کے جملہ برادران اہل پاکستان کے لیئے غیر متعارف نہیں۔ وہ متعدد دینی مدارس کے سرپرست ہیں اور روزانہ سینکڑوں کی تعداد میں حاجتمند اُن سے اپنی ضرورتیں پوری کرتے ہیں۔ یہ اُن چند گنے چنے کارخانہ داروں میں سے ایک ہیں جن کو خدا نے دنیا اور دین سے نوازا ہے۔ جہاں کے مزدور اپنے مالکوں سے خوش ہیں اور صورت حال نہائت خوشگوار ہے۔ مرحوم حاجی محمد شفیع صاحب کی نمازہ جنازہ میں اُن کے بھائی میاں محمد شریف کو فرطِ غم سے دل کی تکلیف ہو گئی۔ جواب رو بصحت ہیں۔ اللہ تعالےٰ اُن کو صحت کاملہ عاجلہ عطا فرمائے

قارئین خدام الدین سے التماس ہے۔ کہ مرحوم کے لیئے دعائے مغفرت فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ اُن کو کروٹ کروٹ جنت نصیب کرے اور جملہ پسماندگان خصوصاً میاں برکت علی، حاجی عبدالعزیز۔ میاں محمد شریف حاجی محمد بشیر اور میاں معراج دین کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ فقط

منظور سعید احمد





داہ کینٹ میں قاضی محمد زاہد الحسینی صاحب کے درس قرآن و حدیث کی

## چھٹی سالانہ تقریب

انشاء اللہ ۲۵ ر اکتوبر بروز اتوار صبح ۹ بجے حاجی خوشی محمد صاحب ورکس منیجر کے بنگلہ ۱۵ جامن روڈ پر منعقد ہوگی جس میں مندرجہ ذیل علمائے کرام تشریف لا رہے ہیں:

۱۔ جانشین شیخ التفسیر حضرت مولانا عبیداللہ انور مدظلہ العالی

۲۔ خلیفہ حضرت لاہوری حضرت مولانا محمد شعیب صاحب مدظلہ میاں علی شیخوپورہ (۳) حضرت مولانا محمد عبداللہ صاحب نقشبندی خطیب جامع مسجد اسلام آباد

پروگرام انشاء اللہ ٹھیک صبح ۹ بجے قاضی زاہد الحسینی صاحب مدظلہ کے درس سے شروع ہو کر ۱۲ بجے دوپہر حضرت مدظلہ کی دعا پر ختم ہو جائیگا۔ باہر سے آنے والے حضرات راولپنڈی، حسن ابدال سے واہ کینٹ کی بسوں پر سوار ہو کر تھانہ سٹاپ پر اتر جائیں۔

(محمد عثمان غنی ۱۹/ای/۱۰۰ واہ کینٹ)

## معذرت و تصحیح

گزشتہ شمارہ میں صفحہ اول پر جمال عبدالناصر کے متعلق ایک نظم شائع ہوئی ہے جس پر غلطی سے سید سلمان شاہد کا نام چھپ گیا ہے۔

ادارہ اس فروگذاشت پر سید سلمان شاہد سے معذرت خواہ ہے، نیز اس نظم کے تیسرے مصرعہ میں طلسم صابری کی بجائے "طلسم سامری" پڑھا جائے۔

اس شمارہ کے بعض دوسرے مضامین میں بھی کتابت کی غلطیاں رہ گئی ہیں۔ مثلاً ص۲ کے دوسرے پیرے کی دوسری سطر "نامور پیردکار" کی جگہ "نامور پیرو" اور ص۲ کالم ۱ سطر ۱۵ کے پہلے لفظ "بڑتے" کی بجائے "بڑے" پڑھیں۔

(ادارہ)

بچوں کیلئے

# بزرگوں کے فیصلے

مرتبہ حافظ محمد امین صاحب لاہور

○ امیر المومنین حضرت عمرؓ نے ایک عیسائی گداگر کو ایک دفعہ مدینہ منورہ کی گلیوں میں بھیک مانگتے دیکھا تو اسے اپنے پاس بلا کر اس کی تباہ حالی کے متعلق دریافت فرمایا۔ اس کے حالات سننے کے بعد فاروق اعظمؓ فرمانے لگے کہ جوانی میں ہم تجھ سے ٹیکس (جزیہ) وصول کیا کرتے تھے۔ لہٰذا اب عالم پیری میں تجھے اس حالت میں نہیں دیکھ سکتے۔ چنانچہ آپ نے حکم فرما دیا کہ تا حیات اس کے تمام مصارف شاہی خزانہ (بیت المال) سے ادا کیے جائیں۔

○ حضرت عمر بن عبد العزیزؒ جب مسندِ خلافت پر متمکن ہوتے تو پہلے دن رات گئے تک اپنے پیش رو خلیفہ سلیمان کی تجہیز و تکفین میں مصروف رہے۔ اور صبح کے وقت تھوڑی دیر کے لئے آرام کرنا چاہا۔ تو آپ کے بیٹے نے کہا۔ کہ حق داروں کے حقوق دوسروں کے ہاتھ میں ہیں، اور آپ آرام کرنا چاہتے ہیں۔ پہلے حق داروں کو ان کے حقوق پہنچائیں۔ اس پر حضرت عمرؒ نے فرمایا کہ ظہر کے بعد یہ کام سر انجام دوں گا مگر بیٹے نے پھر عرض کی کہ شاید ظہر تک آپ کی زندگی ہی ختم ہو جائے۔ یہ سننا تھا کہ آپ فوراً اُٹھ کھڑے ہوئے اور کاروبارِ سلطنت میں مصروف ہو گئے۔

○ عید کے دن تمام دنیا کے بچے نئے لباس پہنے ہوئے ہیں مگر خلیفۂ وقت حضرت عمر ابن عبد العزیز کے بچوں کے پاس عید کے دن بھی کوئی نیا لباس نہیں۔ بچے نئے کپڑوں کے لئے اصرار کرتے ہیں۔ تو حضرت عمرؒ خزانچی کو ایک مہینہ کی تنخواہ بطور پیشگی دینے کا حکم لکھ بھیجتے ہیں۔ مگر خزانچی جواب دیتا ہے کہ اسے تنخواہ کی ادائیگی میں تو کوئی تامل نہیں۔ لیکن شاید آپ ایک مہینہ ختم ہونے سے پہلے ہی فوت ہو جائیں۔ یہ جواب سننے کے بعد حضرت عمرؒ خاموش ہو جاتے ہیں اور بچوں کو سمجھا بجھا کر وہی پرانا لباس پہننے پر راضی کر لیتے ہیں۔

○ علی ابن حمود نے اپنے دورِ حکومت میں مکمل امن و امان کی منادی کرائی۔ اور حکم دیا کہ کوئی آدمی رعایا کے مال پر ہاتھ نہ ڈالے۔ چنانچہ ایک دفعہ اس نے ایک سپاہی دیکھا۔ جس کے ہاتھ میں انگور کی ایک ٹوکری تھی۔ اس پر ابنِ حمود نے سپاہی سے ٹوکری کے متعلق سوال کیا تو سپاہی نے جواب دیا کہ میں نے یہ ٹوکری وہاں ہی سے حاصل کی ہے جہاں سے ایک سپاہی کر سکتا ہے۔ (ایک عام باغ سے) ابن حمود یہ جواب سن کر بہت رنجیدہ ہوا اور سپاہی کا سر قلم کر کے اسی ٹوکری میں رکھوا کر سارے شہر میں پھرایا۔ تاکہ لوگوں کو عبرت ہو۔ اور کسی کو کسی کے مال پر دست درازی کی جرأت نہ ہو سکے۔

○ ہمدانی لکھتا ہے۔ کہ ایک غریب حبشی ایک بار سلطان ملک شاہ سلجوقی کے دربار میں فریاد لے کر حاضر ہوا۔ کہ اس کا تربوز چند سپاہیوں نے چھین لیا ہے۔ بادشاہ نے سپاہیوں کی تلاش کا حکم دیا۔ مگر تربوز ایک اور بڑے سردار سے مل گیا۔ بادشاہ نے سردار کو سپاہیوں کے نام ظاہر کرنے کا حکم فرمایا۔ سردار نے پس و پیش کی۔ تو بادشاہ نے سردار کو حبشی کا غلام بنا دیا۔ بعد میں سردار نے نہایت منت و سماجت اور تین سو روپے دے کر حبشی سے چھٹکارا حاصل کیا۔

○ حضرت عمر بن عبد العزیزؒ نے خلیفہ بننے کے بعد اپنا اتنا وظیفہ مقرر کیا جو بمشکل ان کے گذارے کے لئے کافی تھا۔ چنانچہ ایک دفعہ آپ کی اہلیہ محترمہ نے گھر میں شیرینی پکائی۔ تو آپ نے دریافت فرمایا کہ یہ خرچ کہاں سے آیا ہے جبکہ ہمارا وظیفہ تو بمشکل ہماری کفالت کر سکتا ہے۔ اس پر آپ کی زوجہ محترمہ نے عرض کی کہ میں نے روز کے خرچ سے تھوڑا تھوڑا بچا کر یہ خرچ جمع کیا تھا اور آج اس سے شیرینی تیار کر لی ہے۔ دوسرے دن آپ نے اپنے وظیفے میں اتنی کمی کر دی جتنا آپ کی بیوی روزانہ بچاتی تھیں۔ اور فرمایا کہ ہمیں روزانہ اتنا وظیفہ زیادہ ملا کرتا تھا۔ جب بیوی نے احتجاج کیا تو فرمایا کہ بادشاہ بیت المال کا امین ہے۔ مالک و مختار نہیں۔ اور اس میں میرا اتنا ہی حق ہے جتنا ایک عام مسلمان کا۔

صرف یہی نہیں آپ نے شادی کے بعد اپنی بیوی کے وہ تمام زیورات جو انہیں جہیز میں باپ کی طرف سے ملے تھے۔ بیت المال میں جمع کرا دیا۔ اور فرمایا کہ یہ مسلمانوں کا مال ہے کیونکہ تمہارے باپ نے یہ سارے زیورات بیت المال سے بنوائے تھے۔ اس لئے اب ان کو بیت المال میں ہی رہنا چاہیئے۔

اللہ تعالےٰ ہمیں بھی ایسے بزرگوں کے نقشِ قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے آمین!

(ماخوذ)

## نظامِ نو

اسلام زندگی کا مکمل پروگرام پیش کرتا ہے۔ خواہ گھر کی زندگی ہو یا قومی اور بین الاقوامی زندگی۔ وہ ہر قسم کا ظلم سیاسی اور معاشی دور کرتا ہے۔ جو لوگ اپنی نفسانی غرضوں کی خاطر جھوٹ اور ظلم سے چمٹے ہوئے ہیں۔ وہ نہیں چاہتے کہ قرآن کا سچائی اور انصاف والا نظام قائم ہو۔ اس لئے ٹکراؤ ہوتا ہے۔ اسلام اپنی انقلابی و جہادی قوت کے زور سے ظلم کو دور کرتا اور غالب آتا ہے یہی قرآنی انقلاب ہے۔ ہر مسلمان قرآنی انقلابی جماعت کا رکن ہے۔ اس کی زندگی کا مقصد یہی ہے کہ وہ اسلام کو دنیا پر غالب کرنے کے لئے جد و جہد کرے۔

(حکمت ولی اللّٰہی ؒ)

The Weekly "KHUDDAMUDDIN"
LAHORE (PAKISTAN)

## بدل اشتراک ہفت روزہ خدام الدین لاہور

| | | |
|---|---|---|
| پاکستان اور انڈیا میں سالانہ چندہ | | ۱۱ |
| ششماہی | | ۶ |
| " " | | ۳ |
| سعودی عرب بذریعہ ہوائی جہاز سالانہ چندہ | | ۴۲ |
| بحری جہاز | | ۱۵ |
| ہوائی ڈاک ششماہی | | ۲۱ |
| بحری | | ۱۱ |
| انگلینڈ بذریعہ ہوائی ڈاک سالانہ | ۴۰ | ۷۳ |
| بحری | ۸۰ | ۲۲ |






فیروز سنز لمیٹڈ لاہور میں باہتمام عبیداللہ انور پرنٹر چھپا اور دفتر خدام الدین شیرانوالہ گیٹ لاہور سے شائع ہوا۔

منظور شدہ محکمۂ تعلیم: (۱) لاہور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری G/۱۶۳۲۱ مورخہ تین مئی سنہ ۱۹۵۶ء (۲) پشاور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری ۲۳۷-۸۱-۲۴۸۱ T.B.C مورخہ ۷ ستمبر ۱۹۵۶ء (۳) کوئٹہ ریجن بذریعہ چٹھی نمبری ۶۰/۹/۳۹-۹۰۲۰ DD مورخہ ۲۴ اگست ۱۹۶۴ء (۴) راولپنڈی ریجن بذریعہ میمو نمبر GM/۴۰-۵۳۱۰ مورخہ ۱۳ مارچ ۱۹۶۷ء